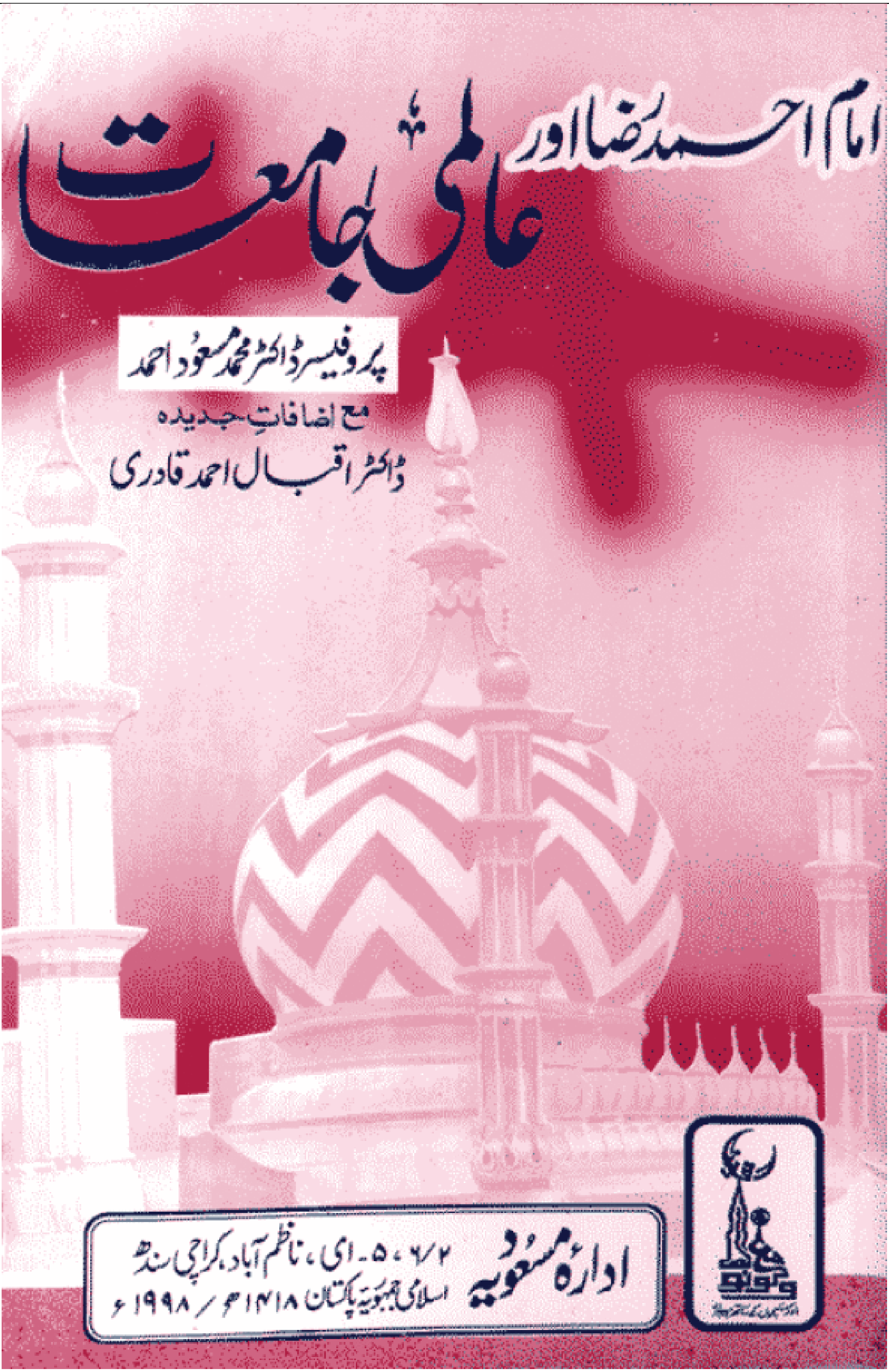

امام احمد رضا اور عالمی جامعات

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مع اضافاتِ جدیدہ

ڈاکٹر اقبال احمد قادری

ادارہ مسعودیہ
۶/۲، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی سندھ
اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء

حقوق طباعت بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب	امام احمد رضا اور عالمی جامعات
مصنف	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ضمیمہ نگار	ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
کاتب	ابو نعیم فانی . صادق
طابع	محمد اسلم نقشبندی
ناشر	ادارہ مسعودیہ . کراچی
طباعت اول	۱۹۹۰ء
طباعت ثانی	۱۹۹۸ء
تعداد	گیارہ سو
قیمت	تیس روپے

ملنے کے پتے

۱۔ ادارہ مسعودیہ . ۲/۶ . ۵ ـ ای . ناظم آباد . کراچی

۲۔ مکتبہ غوثیہ . سبزی منڈی . کراچی

۳۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز . گنج بخش روڈ . لاہور

۴۔ شبیر برادرز . دربار مارکیٹ . گنج بخش روڈ . لاہور

۵۔ المختار پبلی کیشنز . ۲۵ . جاپان مینشن . ریگل صدر . کراچی فون ۷۷۲۵۱۵۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

حکمائے اسلام کے نام، امام احمد رضا کی فکر و دانش نے جن کی یاد تازہ کر دی، تاریخ اسلام کو وقار بخشا اور ملت اسلامیہ کو زندگی سے آشنا کیا۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

فہرست

ابتدائیہ ، ۶

امام احمد رضا اور عالمی جامعات

۶ : ——— ۱۴

پاکستان

● — کراچی یونیورسٹی ،	کراچی	۱۴
● — مدینۃ الحکمت یونیورسٹی ،	کراچی	۱۷
● — سندھ یونیورسٹی ،	جام شورو	۱۸
● — اسلامیہ یونیورسٹی ،	بہاول پور	۲۱
● — بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ،	ملتان	۲۲
● — پنجاب یونیورسٹی ،	لاہور	۲۴
● — جامعہ نظامیہ ،	لاہور	۲۹
● — علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ،	اسلام آباد	۳۲
● — قائداعظم یونیورسٹی ،	اسلام آباد	۳۳
● — بلوچستان یونیورسٹی ،	کوئٹہ	۳۳

ہندوستان

● — مسلم یونیورسٹی ،	علی گڑھ	۳۵
● — لکھنؤ یونیورسٹی ،	لکھنؤ	۳۸
● — روہیل کھنڈ یونیورسٹی ،	بریلی	۳۸
● — پٹنہ یونیورسٹی ،	پٹنہ	۳۹
● — گورکھپور یونیورسٹی ،	گورکھپور	۴۰

• — بڑودہ یونیورسٹی ،	بڑودہ	۴۱
• — جبل پور یونیورسٹی ،	جبل پور	۴۱
• — کلکتہ یونیورسٹی ،	کلکتہ	۴۲
• — عثمانیہ یونیورسٹی ،	حیدرآباد	۴۲
• — دارالعلوم ندوۃ العلماء	لکھنؤ	۴۳
• — جامعہ ملیہ ، دہلی	دہلی	۴۳
• — الجامعۃ الاشرفیہ .	مبارک پور ، اعظم گڑھ	۴۵
امریکہ		
• — کیلیفورنیا یونیورسٹی ،	برکلے	۴۹
• — کولمبیا یونیورسٹی ،	نیویارک	۵۰
افریقہ		
• — ڈربن یونیورسٹی ،	ڈربن	۵۱
انگلستان		
• — لندن یونیورسٹی ،	لندن	۵۲
• — نیوکاسل یونیورسٹی ،	نیوکاسل	۵۲
• — برمنگھم یونیورسٹی	برمنگھم	۵۳
ہالینڈ		
• — لیڈن یونیورسٹی ،	لیڈن	۵۶
سعودی عرب		
• — محمد بن سعود یونیورسٹی ،	ریاض	۵۸
مصر		
• — ازہر یونیورسٹی ،	قاہرہ	۵۹
افغانستان		
• کابل یونیورسٹی ،	کابل	۶۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ابتدائیہ

امام احمد رضا پاک و ہند کے جلیل القدر عالم تھے ، بریلی میں ۱۸۵۶ء کے انقلابی دور میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۱ء کے ہنگامی دور میں وہیں انتقال کیا ــــــ اپنی ۶۵ سالہ زندگی میں انہوں نے جو علمی اور سیاسی اور دینی خدمات انجام دیں عالمی پیمانہ پر اُن کو سراہا جا رہا ہے۔ پیش نظر مقالے میں امام احمد رضا سے متعلق صرف جامعات کے محققین و اساتذہ اور طلبہ کی تحقیقات و تاثرات کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

امام احمد رضا کے معاصرین میں رئیس الجامعات اور اساتذۂ جامعات دونوں ہی اُن سے مستفیض ہوئے۔ اس سلسلے میں مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، کے وائس چانسلر اور مشہور ریاضی دان ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ صدر شعبۂ دینیات پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری اور اسلامیہ کالج (پنجاب یونیورسٹی، لاہور) کے پروفیسر ریاضی اور پرنسپل پروفیسر حاکم علی بھی قابل ذکر ہستیاں ہیں۔ ڈاکٹر محمد اقبال بھی چونکہ پنجاب یونیورسٹی (لاہور) اور لندن یونیورسٹی (لندن) سے متعلق ہے اس لئے ان کو بھی اساتذہ جامعات میں شامل کیا جا سکتا ہے وہ امام احمد رضا سے مستفیض ہوئے اور امام احمد رضا کے بارے میں اچھا تاثر رکھتے تھے۔

ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد نے ریاضی کے ایک لاینحل مسئلے کے متعلق جو امام احمد رضا سے استفسار کیا تھا اس کے چشم دید احوال سید اصغر علی شاہ (ریٹائرڈ جج، پاکستان) نے اپنے اُستاذ پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری (صدر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علیگڑھ) کے حوالے سے اس طرح بیان کئے ہیں:۔

" مولانا سید سلیمان اشرف صاحب صدر شعبۂ دینیات کے بڑے جید عالم تھے، اور ہم سب طلبہ جناب مولانا صاحب کی بے حد عزت کرتے تھے، ان کے بارے میں ایک واقعہ قابل تحریر یہ ہے کہ جناب ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب سے ریاضی کا ایک مسئلہ حل نہ ہو سکا اور ڈاکٹر صاحب ممدوح نے جرمنی کے سفر کا قصد کیا تاکہ وہاں جاکر اس مسئلے کا حل تلاش کریں، جب مولانا سید سلیمان اشرف صاحب کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو مشورہ دیا کہ بجائے جرمنی کے بریلی کا سفر اختیار کریں اور مولانا احمد رضا خاں مرحوم و مغفور سے اس مسئلہ کا حل دریافت کریں۔ اس پر ڈاکٹر صاحب کو بہت حیرت ہوئی لیکن مولانا سید سلیمان اشرف نے ان کو مجبور کیا اور اپنے ساتھ بریلی لے گئے۔ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کا تعارف مولانا احمد رضا خاں صاحب سے کرایا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنا غیر حل شدہ مسئلہ ریاضی بیان کیا اور اسی وقت پہلی ملاقات میں وہ مسئلہ حل ہو گیا۔ اب تو ڈاکٹر صاحب کی مسرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اس وقت تک مغربی تعلیم کا اثر ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب پر بہت زیادہ تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ مولوی صاحبان کو تو محض عربی کی لیاقت ہوتی ہے اور دیگر مضامین کے بارے میں ان کی معلومات بہت گھٹیا قسم کی ہوتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب نے داڑھی رکھائی اور پابندی سے نماز پڑھنے لگے۔"

(سہ ماہی العلم، کراچی، شمارہ اپریل تا ستمبر ۱۹۷۵ء ص ۱۷۷)

اس واقعہ کو ایک اور عینی شاہد مفتی محمد برہان الحق جبل پوری نے اپنی کتاب "اکرام احمد رضا (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء) کے ص ۵۸ - ۶۶) میں بیان کیا ہے۔ ____

____ پروفیسر سید سلیمان اشرف کو امام احمد رضا سے جو تعلق خاطر تھا اور جس حد تک

____ وہ امام احمد رضا سے متاثر تھے اس کی کیفیت پروفیسر صاحب کے

ایک اور شاگرد ڈاکٹر عابد احمد علی مرحوم (مہتمم دارالقرآن پنجاب یونیورسٹی، لاہور) کی زبانی سنئے۔

مولانا مرحوم (احمد رضا بریلوی) کے بارے میں میرے بالواسطہ تاثرات کا ایک وقیع اور قیمتی حصہ وہ ہے جو مجھے اپنے استاذ محترم مولانا سید سلیمان اشرف کی وساطت سے حاصل ہوا۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں مجھے برسوں ان کی مربیانہ صحبت میں رہنے کا شرف حاصل رہا وہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی شخصیت سے از حد تک متأثر تھے۔ اسی دور کی دو اور شخصیتوں کو ساتھ ملا کر سید صاحب فرمایا کرتے تھے ـــــــ

"ان تین ہستیوں کو دیکھ لینا چاہیئے پھر ایسے لوگ نہیں ملیں گے"۔ استاذ محترم مولانا سید سلیمان اشرف پر حضرت مولانا بریلوی کا اتنا اثر تھا کہ میں نے مولانا احمد رضا خاں قدس سرہٗ کی عظیم شخصیت کا اندازہ دراصل استاذِ محترم کی شخصیت ہی سے لگایا۔ مجھے مولانا سلیمان اشرف سے شرفِ تلمذ کے علاوہ ان کا انتہائی قرب بھی حاصل رہا اور میں دیکھتا کہ حضرت مولانا بریلوی کا ذکرِ خیر چھیڑ دیتے اور یوں محسوس ہوتا کہ اکثر انہیں کے تصور میں مگن رہتے حتیٰ کہ استاذِ محترم کی طبیعت انہی کے رنگ میں رنگی گئی تھی۔"

(قاضی عبدالنبی کوکب؛ مقالاتِ یوم رضا، حصہ سوم، ۱۹۷۱ء، ص ۹)

ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے امام احمد رضا کے افکار و خیالات کا مطالعہ کیا تھا اور ان سے متأثر تھے۔ چنانچہ پروفیسر سید سلیمان اشرف کے ہاں تقریباً ۱۹۳۲ء میں علی گڑھ میں ایک دعوت کے موقعہ پر امام احمد رضا کا ذکر نکل آیا تو اقبال نے جو کچھ کہا وہ شریکِ محفلِ اقبال ڈاکٹر عابد احمد علی مرحوم کی زبانی سنیئے۔

"علامہ مرحوم نے مولانا بریلوی کو خراجِ عقیدت و تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندوستان کے دورِ آخر میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا۔ سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے علامہ مرحوم نے فرمایا کہ میں نے ان کے فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے۔"

(خود نوشتہ بیان محررہ، یکم اگست ۱۹۶۸ء مملوکہ راقم)

ڈاکٹر اقبال مرحوم پر امام احمد رضا کے گہرے تاثر کا اس حقیقت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اقبال جو پہلے وطن پرستی کے نغمے الاپ رہے تھے وہ امام رضا کے نغمۂ رسول سے اس قدر متاثر ہوئے کہ عشقِ رسول ہی کو روحِ ایمان قرار دیا ہے

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

اور وہ اقبال جو پہلے ایک قومی نظریہ کی بات کر رہے تھے اور ایک نیا شوالہ تعمیر کر رہے تھے وہ دو قومی نظریہ کے اس شدت سے حامی ہوئے جس شدت سے امام احمد رضا نے اس نظریہ کی حمایت کی تھی۔ فکرِ اقبال میں یہ انقلاب بے وجہ نہیں، میرے خیال میں امام احمد رضا کے افکارِ عالیہ نے فکرِ اقبال کو بے حد متاثر کیا اور خود قائدِ اعظم جن سے بالواسطہ متاثر ہوئے ——— انجمن نعمانیہ کے ایک اجلاس میں ڈاکٹر محمد اقبال نے لاہور میں امام احمد رضا سے شرفِ نیاز بھی حاصل کیا تھا اور ان کو اپنی نعت بھی سنائی تھی۔

(شاہ مانا میاں قادری: سوانح حیات اعلیٰ حضرت بریلوی، مطبوعہ کراچی ص ۱۵۶)

اقبال نے امام رضا کے متعلق جن خیالات کا اظہار فرمایا وہ خود وقیع ہیں کیوں کہ اقبال قانون کے طالب علم رہے، بیرسٹر ایٹ لا تھے اور ماہرِ قانون۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے ایک پارسی ماہرِ قانون (بمبئی ہائی کورٹ کے جج) پروفیسر ڈی ایف ملا کے بیان سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ پروفیسر موصوف نے جے پور کے سیکرٹری آف اسٹیٹ مسٹر کھنبانا سے جسٹس عبد السلام کے استفسار پر جو کچھ کہا وہ شریکِ محفل علامہ نور احمد قادری (سفارت خانۂ انڈونیشیا، اسلام آباد) کی زبانی سنیئے: ———

"ہندوستان میں فقہ حنفیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے میرے سامنے جج صاحب سے کہا کہ ہندوستان کا بھی بڑا کارنامہ ہے، فقہ حنفیہ پر بہت کچھ لکھا گیا اور بالخصوص دو کتابیں تو بہت بڑی لکھی گئی، ایک فتاویٰ عالمگیری اور دوسری فتاویٰ رضویہ"

(مکتوب علامہ نور احمد قادری محررہ ۷ رجنوری ۱۹۸۱ء از اسلام آباد)

اسلامیہ کالج (پنجاب یونیورسٹی، لاہور) کے پروفیسر ریاضی مولوی حاکم علی بھی امام احمد رضا سے بے حد متاثر تھے اور امام احمد رضا سے والہانہ محبت رکھتے تھے جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۲۰ء میں انہوں نے جو لاہور سے رسالہ نکالا تھا اسکی پیشانی پر چند اشعار ہوتے تھے ایک مصرع یہ بھی تھا۔

مجدد الف ثانی و مجدد مائۃ حاضرہ داری

یہاں مجدد الف ثانی سے مراد حضرت شیخ احمد سرہندی ہیں اور مجدد مائۃ حاضرہ سے مراد امام رضا خاں بریلوی ہیں۔

پروفیسر حاکم علی لاہور سے بریلی جب آتے جاتے تھے اور علمی مسائل پر امام رضا سے تبادلہ خیال کرتے تھے۔ ۱۹۲۱ء میں انہوں نے ترکِ موالات سے متعلق امام احمد رضا کو ایک استفتاء بھیجا جس کے جواب میں امام احمد رضا نے ایک رسالہ بعنوان:۔

المحجۃ المؤتمنہ فی آیۃ الممتحنہ (۱۹۲۱ء)

تحریر فرمایا، چنانچہ اسلامیہ کالج کی منتظمہ کمیٹی کی پرواہ کئے بغیر (جس کے سیکرٹری ڈاکٹر محمد اقبال تھے) پروفیسر حاکم علی نے ترکِ موالات کی مخالفت کی جس کی پاداش میں ان کو کالج سے منتقل کیا گیا مگر جب ہنگامہ فرو ہوگیا تو ان کو دوبارہ رکھ لیا گیا غالباً اس لئے کہ اقبال ذاتی طور پر خود ترکِ موالات کے حامی نہ تھے۔

(اختر راہی: تذکرہ علمائے پنجاب، جلد ۱، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء ص ۱۵۴، ۱۵۴)

پروفیسر حاکم علی ریاضی اور سائنس کے موضوعات پر بھی امام احمد رضا سے تبادلۂ خیالات کرتے تھے۔ امام احمد رضا کے رسائل کے مطالعہ سے اس کا اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً حرکتِ زمین کے سلسلے میں پروفیسر صاحب کا پرنیکس کے حامی تھے مگر امام احمد رضا

اس کے مخالف ۔ پروفیسر صاحب کے ایک استفسار پر امام احمد رضا نے ایک رسالہ لکھا تھا جس کا عنوان ہے :

نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان (۱۹۱۹ء)

اس میں امام احمد رضا نے پروفیسر صاحب کو ہدایت کی ہے کہ سائنس کو جتنے اسلامی مسائل سے اختلاف ہے ان سب میں مسئلۂ اسلامی کو روشن کیا جائے ۔ حرکت زمین کے خلاف امام احمد رضا نے ایک مستقل کتاب لکھی تھی جو ڈھائی سو صفحات پر مشتمل تھی اس کا عنوان تھا :۔

فوزِ مبین در ردِ حرکت زمین (۱۹۲۰ء)

اس کتاب میں امام احمد رضا نے اپنے مؤقف کی حمایت میں جو تفصیلی اور فنی و علمی بحث کی ہے وہ سائنس دانوں کے لیے قابلِ مطالعہ ہے ۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی (اسلام آباد) کے سابق پروفیسر جناب ابرار حسین صاحب اس پر کام کر رہے ہیں

امام احمد رضا نے اپنے عہد کے عالمی جامعات کے ماہرینِ فن کی تحقیقات کو چیلنج کیا چنانچہ مشیگن یونیورسٹی (امریکہ) یا ٹورال یونیورسٹی (اٹلی) کے ہیأۃ دان پروفیسر البرٹ ایف ۔ پورٹا نے اکتوبر ۱۹۱۹ء میں ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کے لئے ایک ہولناک پیش گوئی کی جو نیویارک ٹائمز (امریکہ)، ایکسپریس (بانکی پور، بھارت) وغیرہ انگریزی اخباروں میں شائع ہوئی اور اس سے ایک تہلکہ مچ گیا ۔ اس سلسلے میں جب امام احمد رضا سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے اپنی فنی تحقیقات کی روشنی میں اس پیش گوئی کو باطل قرار دیا ۔ چنانچہ جب ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کا دن آیا تو جو کچھ امام احمد رضا نے کہا تھا وہی صحیح ثابت ہوا اور امریکی ہیأۃ دان کی پیش گوئی باطل ثابت ہوئی ۔ امام احمد رضا نے پروفیسر پورٹا کے رد میں ایک رسالہ لکھا جس کا عنوان ہے :

معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین (۱۹۱۹ء)

کہ پرنسٹن یونیورسٹی (امریکہ) کے مشہور سائنس دان پروفیسر البرٹ آئین اسٹائن بھی امام احمد رضا کے معاصرین میں تھا ۔ امام احمد رضا کو اس کی تحقیقات میں بھی کلام تھا جس کا اظہار انہوں نے اپنی تصنیف " فوزِ مبین در ردِ حرکت زمین " میں کیا ہے ۔

یہ تو تھیں عہدِ امام احمد رضا کی باتیں ـــــــ امام احمد رضا کے انتقال کے نصف صدی بعد اب پھر عالمی جامعات میں ان کا چرچا سننے میں آ رہا ہے۔ مختلف جامعات کے اساتذہ نے اُن کے بارے میں اظہارِ خیال کیا ہے، بعض اساتذہ نے اپنی کتابوں میں اُن کا ذکر کیا ہے اور کسی جامعات میں امام احمد رضا پر تحقیقی کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ ان میں برِ اعظم ایشیا، امریکہ، یورپ، افریقہ وغیرہ کی جامعات شامل ہیں۔ اگر عالمی جامعات کے اساتذہ کے تاثرات اور حوالوں کو جمع کیا جائے اور جو کچھ تحقیقی کام ہوا ہے اس کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو یہ مقالہ ایک کتاب کی شکل اختیار کر جائے گا مگر سر دست اختصار و اجمال سے کام لیا جاتا ہے اور مختلف ممالک کی یونیورسٹیوں میں امام احمد رضا پر جو کچھ کام ہوا ہے یا ہو رہا ہے اور اساتذۂ جامعات نے امام احمد رضا کے متعلق جن خیالات و تاثرات کا اظہار کیا ہے اس کا سرسری طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

یہ مقالہ رضا انٹرنیشنل اکیڈمی، صادق آباد کے بانی برادرم مولانا محمد عبداللہ عسکری اور اُن کے رفقاء کی کوششوں سے منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ محترم جناب خلیل احمد رانا صاحب نے کتابت کے لئے جد وجہد فرمائی، اور مکرمی جناب محمد صدیق فانی صاحب نے خلوص سے کتابت فرمائی، بعض احباب نے مواد کی فراہمی میں مدد فرمائی، راقم ان کرمفرماؤں کا تہہ دل سے ممنون ہے۔ مولیٰ تعالیٰ سب کو دارین میں نوازے اور اپنی رضا و خوشنودی کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

امام احمد رضا بریلوی

امام احمد رضا اور عالمی جامعات

پاکستان

کراچی یونیورسٹی، کراچی

کراچی یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر اشتیاق قریشی مرحوم نے اپنی انگریزی کتاب "علماء اور سیاسیات (مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء) میں امام احمد رضا کا ذکر کیا ہے (ص ۲۰۷) اور لکھا ہے کہ وہ دو قومی نظریہ کے حامی تھے ——— ڈاکٹر صاحب مرحوم نے جب تحریک آزادی میں علماء اہل سنت کے کردار کا مطالعہ کیا تو موصوف نے کراچی کے ایک اجلاس (منعقدہ ۶ فروری ۱۹۷۸ء) میں برملا یہ اعتراف حقیقت فرمایا:۔

"جب میں اہل سنت کے موضوع پر تحقیق کر رہا تھا تو میں نے محسوس کیا کہ جو کچھ تحریک آزادی کے بارے میں اب تک لکھا گیا ہے وہ سب یکطرفہ ہے۔" (ماہنامہ فیضان لاہور، شمارہ مارچ ۱۹۷۸ء ص ۳۱)

کراچی یونیورسٹی کے سابق صدر شعبۂ اردو، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے امام احمد رضا کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا :۔

"میں جناب رضا بریلوی کی دینی خدمات کا مداح اور معترف ہوں اور ان کو اسلام کے مجاہدین و مبلغین کی صفِ اوّل میں شامل سمجھتا ہوں۔ عشقِ رسول کا جذبہ ان کی نثر اور نظم میں ہر جگہ موجود ہے اور چونکہ اس کی بنیاد جذبے کی صداقت اور موضوع کی لطافت ہے اسلئے اس کا اثر آفرین ہونا قدرتی امر ہے۔"

(محمد مرید احمد چشتی : خیابان رضا، مطبوعہ عظیم پبلی کیشنز لاہور سنہ ۱۹۸۲ء ص ۳۷)

کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کے استاذ ڈاکٹر فرمان فتحپوری نے بھی اپنی کتاب اردو کی نعتیہ شاعری (مطبوعہ لاہور) میں امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری کا ذکر کیا ہے۔ (ص ۸۶)

کراچی یونیورسٹی کے ریسرچ اسکالر پروفیسر مفتی شجاعت علی قادری نے "مجدد الامۃ" (مطبوعہ کراچی سنہ ۱۹۷۹ء) کے عنوان سے عربی زبان میں امام احمد رضا پر ایک کتاب لکھی ہے جو ۱۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ عربی زبان میں امام احمد رضا کے حالات و افکار پر غالباً یہ پہلی کامیاب کوشش ہے۔ پاک و ہند کے علاوہ بیرونی ممالک میں اس کی پذیرائی ہوئی ہے۔ مختلف جامعات اور تحقیقی اداروں کے فضلاء نے اس پر تبصرہ کئے۔ ——— مثلاً

۱ : خرطوم یونیورسٹی (سوڈان)

۲ : جامعۃ الریاض (سعودی عرب)

۳ : جامعہ امام محمد (ریاض سعودی)

۴ : دائرۂ معارف، حیدرآباد (بھارت)

پروفیسر محمد اسحاق مدنی، استاد اردو کالج کراچی، مندرجہ ذیل عنوان پر کراچی یونیورسٹی سے راقم کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں :۔

"برصغیر کی سیاسی تحریکات میں فتاویٰ رضویہ کا حصہ"

اس یونیورسٹی سے پروفیسر مجید اللہ قادری (شعبہ ارضیات کے استاذ) امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن کنز الایمان کے دوسرے اُردو تراجم سے تقابلی مطالعہ پر راقم کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

اس کے علاوہ موصوف نے ایک مقالے میں امام احمد رضا کے فتاوٰے رضویہ کا موضوعاتی جائزہ پیش کیا ہے یہ بیش قیمت مقالہ بڑے سائز کے چالیس۴۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے، عنوان ہے :۔

"العطایا النبویہ فی فتاوی الرضویہ کا موضوعاتی جائزہ"

۱۹۸۸ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے شائع کر دیا ہے اور ادارے کے سالنامہ معارف رضا میں بھی اس کو شامل کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب نے فتاوے رضویہ کی نو (۹) مطبوعہ مجلدات کا تعارف کرایا ہے۔ بقیہ تین جلدیں ابھی شائع نہ ہو سکیں، اس لیے وہ اس جائزے میں شامل نہیں۔ بہرحال مطبوعہ مجلدات میں امام احمد رضا کے ١٦ تحقیقی رسائل اور پانچ ہزار (۵۰۰۰) سے زیادہ فتوے ہیں۔ اس طرح فتاوے رضویہ مسائل شرعیہ کا ایک عظیم ذخیرہ ہے جو ہزاروں صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ پروفیسر مجید اللہ قادری نے یہ ایک نہایت ہی مفید کام کیا ہے جو قابل مطالعہ ہے۔

پروفیسر مجید اللہ قادری نے ایک اور تحقیقی مقالہ بعنوان :۔

"قرآن، سائنس اور امام احمد رضا"

قلم بند کیا ہے۔ جو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے ۱۹۸۹ء میں کتابی صورت میں شائع کرایا ہے۔

اس کے علاوہ یہ مقالہ معارف رضا، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا ہے۔

(ص ۷۱ تا ۹۸)

کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر منظور الدین احمد نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی سرپرستی میں منعقدہ امام احمد رضا کانفرنس میں کراچی یونیورسٹی میں امام

احمد رضا چیئر" قائم کرنے کی پیشکش کی ہے۔ اسی کانفرنس میں سندھ یونیورسٹی جام شورو (حیدرآباد سندھ) کے پروفیسر ڈاکٹر مدد علی قادری نے سندھ یونیورسٹی میں بھی امام احمد رضا چیئر قائم کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔

مدینۃ الحکمت، کراچی

محترم جناب حکیم محمد سعید دہلوی جو مستقبل کی عظیم یونیورسٹی" مدینۃ الحکمت کے بانی ہیں انہوں نے مندرجہ ذیل موضوع پر ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کیا ہے۔

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور فن طب"

موصوف نے جب فتاوٰے رضویہ کا مطالعہ فرمایا تو امام احمد رضا کے وسعتِ مطالعہ اور تبحرِ علمی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ وہ امام احمد رضا کے بے مثال علم و فضل سے بیحد متاثر ہیں۔ چنانچہ ۱۹۸۸ء میں امام احمد رضا کانفرنس (منعقدہ، تاج محل ہوٹل، کراچی) میں اپنے صدارتی خطبہ میں نہایت صاف گوئی اور صاف دلی کے ساتھ انہوں نے یہاں تک فرمایا کہ "مولانا احمد رضا خان بریلوی کی تعلیمات علمیہ کا پہلے علم ہوجاتا تو میں راہِ راست پر آجاتا، خیر! دیر آید درست آید" یہ کلمات انہوں نے اس دل سوزی کے ساتھ فرمائے کہ سننے والے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ راقم بھی اس کانفرنس میں موجود تھا۔

اس میں شک نہیں کہ ماضی میں بعض علماء اور دانشوروں کی دروغ بیانی اور افتراء پردازی پر جن حضرات نے ا[illegible] کی وجہ سے اعتماد کیا اب جب وہ خود امام احمد رضا کا مطالعہ کرتے ہیں تو [illegible] رہ جاتے ہیں۔ اپنے لیے حیرانی و پشیمانی کے جذبے کے ساتھ اُن علماء اور دانشوروں کے لیے نفرت و حقارت کے جذبات محسوس کرتے ہیں۔ جنھوں نے حقائق کو چھپایا، علمی سطح پر جھوٹ کو فروغ دیا اور تاریخ کو مسخ کرکے مجرمانہ ذہنیت کا ثبوت دیا۔ یہ تلخ حقائق نہ صرف پاک و ہند کے محققین بلکہ بیرونی ممالک کے محققین کے لیے بھی سخت حیران کن ہیں۔

سندھ یونیورسٹی، جام شورو (حیدر آباد سندھ)

سابق صدر شعبہ اُردو (سندھ یونیورسٹی) اور مُلک کے مشہور محقق پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے امام احمد رضا کے افکار عالیہ اور ادبی خدمات کی طرف خاص توجہ فرمائی ہے۔ موصوف نے کراچی یونیورسٹی کی ایک علمی مجلس میں "اُردو کی متصوفانہ شاعری" پر اپنا مقالہ پیش کیا تھا۔ اس میں ایک جگہ فرماتے ہیں :۔

"اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک عاشقِ رسول یعنی مولانا احمد رضا خاں بریلوی (المتوفی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) کا ذکر کر دیا جائے جن سے ہمارے ادبا نے ہمیشہ بے اعتنائی برتی حالاں کہ یہ غالباً واحد عالم دین ہیں جنہوں نے نظم و نثر دونوں میں اُردو کے بے شمار محاورات استعمال کئے ہیں اور اپنی علمیت سے اُردو شاعری کو چار چاند لگا دیئے ہیں"

(مقالہ مکتوبہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، قلمی، ص ۹)

ڈاکٹر صاحب موصوف نے امام احمد رضا کی اردو شاعری پر ایک اور فاضلانہ مقالہ لکھا تھا جس کا ایک حصہ اخبار جنگ (کراچی) میں شائع ہوا تھا۔ اس میں ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں :۔

"اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ اپنے دَور کے بے مثل علما میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے فضل و کمال، ذہانت، طباعی و ذکاوت کے سامنے بڑے بڑے علما و فضلاء، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، محققین، مستشرقین نظروں میں نہیں جچتے ـــــــ وہ کون سا علم ہے جو انہیں نہیں آتا تھا اور کون سا فن ہے جس سے وہ واقف نہیں تھے۔ شعر و ادب میں ان کا لوہا ماننا پڑتا ہے۔ اگر صرف محاورات، مصطلحات، ضرب الامثال اور بیان و بدیع سے متعلق تمام الفاظ ان کی جملہ تصانیف سے یک جا کر لیے جائیں تو ایک ضخیم لغت تیار ہو سکتی ہے۔"

(اخبار جنگ، کراچی، شمارہ ۱۲ / فروری ۱۹۷۰ء، ص ۱)

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب نے پنجاب یونیورسٹی (لاہور) میں تیار ہونے والے ثقافتی اور ادبی انسائیکلوپیڈیا یعنی "تاریخ ادبیات مسلمانان پاک و ہند" (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء) کی جلد اول میں مندرجہ ذیل تحقیقی مقالات شامل کئے ہیں:۔

۱۔ مسلمانوں کا علم و ادب برصغیر میں

۲۔ مسلمانوں کا دینی ادب ۱۸۵۰ء کے بعد

ان دونوں مقالوں میں مختلف موضوعات کے ضمن میں متعدد مقامات پر امام احمد رضا کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً

۱۔ امام احمد رضا اور علم حدیث . ص ۱۳۹

۲۔ امام احمد رضا کے مرصع عربی نمونے . ص ۱۴۲

۳۔ امام احمد رضا کا اردو ترجمہ قرآن . ص ۱۵۹

۴۔ امام احمد رضا اور علم فقہ . ص ۱۷۱

۵۔ فتاوی رضویہ . ص ۱۷۲

۶۔ امام احمد رضا کی نعت . ص ۱۸۸

۷۔ امام احمد رضا کی منقبت . ص ۲۰۱

راقم الحروف محمد مسعود احمد نے مندرجہ ذیل عنوان پر ۱۹۷۱ء میں سندھ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا تھا۔

اردو میں قرآنی تراجم و تفاسیر

یہ مقالہ ۱۹۵۸ء میں شروع کیا اور ۱۹۶۶ء میں مکمل کیا پھر ۱۹۷۰ء تک اس میں اور اضافے کئے۔ اس مقالے کے چھٹے باب میں جس کا عنوان ہے:۔

"مختلف مکاتیب فکر اور ان کی تفسیر"

امام احمد رضا کا ذکر کیا ہے (ص ۴۲۶) پھر نویں باب میں اردو تراجم قرآن کے ذیل میں امام احمد رضا کا ذکر کیا ہے (ص ۶۲۴)۔

سابق صدر شعبۂ اردو (سندھ یونیورسٹی) پروفیسر ڈاکٹر تقی احمد ہاشمی کی اطلاع کے مطابق ۱۹۷۳ء میں حکیم محمد ادریس خاں صاحب مہمند (پرانا سکھر، سندھ) امام احمد رضا کی علمی و ادبی خدمات پر ڈاکٹریٹ کر رہے تھے (مکتوب محررہ ۱۶۵ / دسمبر ۱۹۷۶ء)

غالباً وہ کام نہ کر سکے۔ چنانچہ ۱۹۸۰ء میں آنسہ رقیہ مظہری کو امام احمد رضا کے حالات و ادبی خدمات پر ڈاکٹریٹ کے لیے موضوع دیا ہے۔ موصوفہ کام کر رہی تھیں اور تقریباً نصف مقالہ مکمل ہو چکا تھا لیکن ابھی پر اُن کو ایم۔فل کی ڈگری دے کر فارغ کر دیا گیا۔ ان کے مقالے کے گیارہ ابواب ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) پہلا باب حالات (۲) دوسرا باب علمی آثار
(۳) تیسرا باب حیثیات (۴) چوتھا باب تأثرات
(۵) پانچواں باب ادبی خدمات (۶) چھٹا باب ادبی تنقیدات
(۷) ساتواں باب مکاتیب (۸) آٹھواں باب نعت گوئی
(۹) نواں باب قصائد و مناقب (۱۰) دسواں باب، رباعیات و قطعات
(۱۱) گیارہواں باب، منظوم مکاتیب و فتاوے

آنسہ زرین چنائی بھی سندھ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر رہی ہیں۔ ان کا موضوع ہے:

"اُردو نعت کے جدید رجحانات"

(مکتوب محررہ ۹ / جولائی ۱۹۸۱ء)

چونکہ امام احمد رضا اردو نعت گو شعراء کے سرتاج ہیں اسلئے مقالے میں ضمنی طور پر ان کا بھی ذکر آئے گا۔

پروفیسر مولانا حافظ محمد عبدالباری صدیقی، ڈاکٹر محمد علی قادری، (صدر شعبۂ عربی، سندھ یونیورسٹی، جام شورو) کی نگرانی میں "امام احمد رضا کے حالات و افکار" پر ڈاکٹریٹ کے لئے سندھی زبان میں مقالہ قلم بند کر رہے ہیں۔ جو ان شاء اللہ العزیز قابلِ مطالعہ ہوگا۔

اسلامیہ یونیورسٹی، بہاول پور

اسلامیہ یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر نعیم احمد ناصر، امام احمد رضا کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کی شخصیت عظیم اور ان کا علمی مرتبہ بہت بلند ہے، وہ بلاشبہ عبقری GENIUS تھے۔"

(محمد مرید احمد چشتی : خیابانِ رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۱۱۵)

اسلامیہ یونیورسٹی کے شیخ الادب ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب نے بھی امام احمد رضا کے بارے میں اظہارِ خیال کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں :-

"اعلیٰ حضرت کا علم مستحضر تھا۔ انہیں کتابیں ٹٹولنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی، جس مسئلے پر انہوں نے قلم اٹھایا ہے بے تکلف لکھتے گئے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مسائل کی کتابیں ان کے سامنے پڑی ہیں، اگر کہیں انہوں نے تلخ لب و لہجہ اختیار کیا ہے تو اس کی وجہ مخالفین کی شانِ رسالت میں گستاخی ہے۔"

(پیغاماتِ یوم رضا، مطبوعہ لاہور، ص ۴۲)

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

ادارہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان سے جناب غلام مصطفیٰ صاحب نے علوم اسلامیہ (۱۹۸۴ء - ۱۹۸۶ء) کے لیے پروفیسر نورالدین جامی کی نگرانی میں مندرجہ ذیل موضوع پر ایک تحقیقی مقالہ قلمبند کیا ہے۔

"مولانا احمد رضا خان بریلوی اور ان کی فقہی خدمات"

اس مقالے پر ۱۹۸۶ء میں جناب غلام مصطفیٰ صاحب کو ایم۔اے کی ڈگری ملی۔ یہ مقالہ جناب محمد صدیق فانی خوشنویس کی عنایت سے راقم کو مطالعہ کے لیے ملا۔ یہ مقالہ بڑے سائز کے ۲۱۲ ٹائپ شدہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل پانچ ابواب ہیں اور ہر باب کے تحت متعدد ذیلی عنوانات ہیں اور آخر میں فہرست مآخذ و مراجع۔

۱۔ باب اول ، حالات زندگی مولانا احمد رضا بریلوی
۲۔ باب دوم ، فقہ اور اصول فقہ برصغیر پاک و ہند میں
۳۔ باب سوم ، مولانا احمد رضا اور فقہ
۴۔ باب چہارم ، مولانا احمد رضا اور فقہائے احناف

فاضل مقالہ نگار جناب غلام مصطفیٰ صاحب نے مقالے کے افتتاحیہ میں اکابرین ملت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی بھی ملت مرحومہ کی ایسی ہی جلیل القدر، ہمہ صفت اور ہشت پہلو ہستیوں میں سے ایک عظیم ہستی ہیں۔ آپ علمی اور عملی لحاظ سے اسلاف و اکابرین امت مسلمہ کی ایک حسین و جمیل اور قابل فخر یادگار رہیں۔ آپ کی ذات کو جس پہلو اور جس زاویۂ نگاہ سے دیکھا جائے آپ علم و عمل کی عظیم ترین بلندیوں پر فائز نظر آتے ہیں۔ (ص ۲)

اور پھر آگے چل کر لکھتے ہیں :-

آپ کئی علوم و فنون کے موجد اور منتہا اور بہت سے علوم و فنون کے ماہر تھے ۔ آپ کی تبحرِ علمی کی دھوم نہ صرف برِ صغیر پاک و ہند بلکہ تمام بلادِ اسلامیہ میں بھی ۔ اگر آپکو جامع العلوم کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا ۔ (ص ۳)

پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۱۹۷۳ء سے قبل محمد صدیق اکبر صاحب نے پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے کے لیے امام احمد رضا کی عربی سندات کا ایک مجموعہ ایڈٹ کر کے بطور مونوگراف پیش کیا تھا اس مجموعہ کا عنوان ہے۔

الاجازاۃ المتینہ لعلماء بکۃ والمدینۃ
(۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء)

دوسرا اہم کام پروفیسر بشیر احمد قادری (فیصل آباد) نے کیا۔ انہوں نے ۱۹۷۶ء میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں ایم۔ اے کے لئے مندرجہ ذیل موضوع پر مونوگراف پیش کیا۔

"مولانا احمد رضا بریلوی کی نعت گوئی"

یہ مقالہ تقریباً ۴۸۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں مندرجہ ذیل پانچ ابواب ہیں جن کے ضمن میں بیسیوں ذیلی عنوانات ہیں۔

باب اول : سوانح و شخصیت
باب دوم : فن نعت گوئی
باب سوم : تاریخ نعت گوئی
باب چہارم : مولانا احمد رضا خاں کے دیوان اور نعتیہ کلام کا مجموعی جائزہ۔
باب پنجم : مولانا احمد رضا خاں کی نعت گوئی کے ادبی و فنی محاسن

تیسرا کام یہ ہوا کہ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ کی طرف سے شائع ہونے والی اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کی دسویں جلد میں امام احمد رضا پر ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا گیا (ص ۲۷۸ - ۲۸۴) یہ مقالہ صدر شعبہ ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب کی فرمائش پر راقم الحروف نے قلم بند کیا۔

پروفیسر محمد اسحاق قریشی (شعبہ عربی، گورنمنٹ کالج، فیصل آباد) نے مندرجہ ذیل موضوع پر پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کے لئے تحقیق کی۔

"برصغیر پاک و ہند میں عربی نعتیہ شاعری"

اس میں امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری کا جائزہ لیا گیا ہے ۔ الحمدللہ! ان کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل گئی ہے۔

ایک اور اسکالر پروفیسر غلام سرور رانا نے مندرجہ ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی ہے۔

"تحریکِ پاکستان اور مشائخ کرام"

امام احمد رضا نے چونکہ دو قومی نظریہ کا احیاء کیا اور ملت مسلمہ کی رہنمائی کی، اس لئے اس مقالے میں امام احمد رضا اساسی حیثیت رکھتے ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی سے ایک ثقافتی و ادبی انسائیکلوپیڈیا شائع ہوا ہے جس کی دوسری جلد کے ساتویں باب میں پروفیسر عبد القیوم نے امام احمد رضا کا اس طرح ذکر کیا ہے :۔

"آپ ایک بہت بڑے مناظر تھے۔ ۱۸۵۶ء/ ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوئے۔ معقولات و منقولات میں یکساں درک رکھتے تھے۔ علوم متداولہ اپنے والد مولانا نقی علی خان سے اور حدیث کی سند سید دحلان مکی اور عبد الرحمن سراج مکی سے لی۔ ۱۹۲۱ء/ ۱۳۴۰ھ میں فوت ہوئے۔"

(تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، جلد دوم مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۲۰۱)

پنجاب یونیورسٹی لائبریری شعبۂ علوم شرقیہ کے انچارج قاضی عبد النبی کوکب نے ایک اہم کام یہ کیا کہ علماء و فضلاء کے مقالات کا ایک مجموعہ "مقالات یوم رضا" کے عنوان سے مندرجہ ذیل تین حصوں پر شائع کیا۔

۱. مقالات یوم رضا : جلد اول ، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء
۲. مقالات یوم رضا : جلد دوم ، مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء
۳. مقالات یوم رضا : جلد سوم ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء

قاضی عبد النبی مرحوم ایک حادثے میں شہید ہو گئے مگر ان کے مجموعۂ مقالات نے امام احمد رضا پر کام کرنے والوں کے لیے راہنما کا کام کیا۔ وہ ایک سلیم جو نے نوجوان

عالم تھے۔

پنجاب یونیورسٹی میں امام احمد رضا کے حالات و افکار پر جو کام ہوا ہے وہ تو ہوا ہے۔ یونیورسٹی کے فضلاء اور اساتذہ نے بھی امام احمد رضا کے بارے میں اپنے تاثرات پیش کئے ہیں اور ان کے کمالاتِ علمیہ کا اعتراف کیا ہے۔ ہم یہاں چند فضلاء کے تاثرات پیش کرتے ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی کے سابق چانسلر علامہ علاؤ الدین صدیقی نے ۲ رجون ۱۹۶۸ء کو "یوم رضا" کے ایک اجلاس میں فرمایا :-

"جب دین کی قدروں کو نیچے گرایا جارہا تھا اس وقت مولانا شاہ احمد رضا قادری آگے بڑھے اور انہوں نے دین کی قدروں کو ان کے صحیح مقام پر ثبات بخشا...... اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی زندگی کو مشعلِ راہ بنانا چاہیئے"

(مقالات یوم رضا جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء ص ۱۷)

پنجاب یونیورسٹی کے ایک اور وائس چانسلر پروفیسر امتیاز علی صاحب امام احمد رضا کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی اپنے عہد کے جید عالم، مقبول نعت گو اور صدہا دینی و علمی کتب و رسائل کے مصنف تھے، دینی علوم خصوصاً فقہ و حدیث پر موصوف کی نظر بڑی وسیع اور گہری تھی، فقہی مسائل میں "فتاوے رضویہ" ان کا بہت اہم علمی کارنامہ ہے۔ جنگ عظیم اول کے بعد ملکی سیاست کے ہنگامہ خیز دور میں ترکِ موالات اور تحریکِ ہجرت کے خلاف حضرت مولانا بریلوی کے فتوے نیز متحدہ قومیت کے بارے میں انتہائی بیانات، ان کی سیاسی بصیرت کا ثبوت ہیں"

(محمد مرید احمد چشتی : خیابان رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۴۴)

پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج کے پرنسپل اور صدر شعبۂ اردو پروفیسر

عالم تھے۔

پنجاب یونیورسٹی میں امام احمد رضا کے حالات و افکار پر جو کام ہوا ہے وہ تو ہوا ہے۔ یونیورسٹی کے فضلاء اور اساتذہ نے بھی امام احمد رضا کے بارے میں اپنے تاثرات پیش کئے ہیں اور ان کے کمالاتِ علمیہ کا اعتراف کیا ہے۔ ہم یہاں چند فضلاء کے تاثرات پیش کرتے ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی کے سابق چانسلر علامہ علاؤالدین صدیقی نے ۲ رجون ۱۹۶۸ء کو "یوم رضا" کے ایک اجلاس میں فرمایا :-

"جب دین کی قدروں کو نیچے گرایا جارہا تھا اس وقت مولانا شاہ احمد رضا قادری آگے بڑھے اور انہوں نے دین کی قدروں کو ان کے صحیح مقام پر ثبات بخشا ...... اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی زندگی کو مشعلِ راہ بنانا چاہیئے"

(مقالات یوم رضا، جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء، ص ۱۷)

پنجاب یونیورسٹی کے ایک اور وائس چانسلر پروفیسر امتیاز علی صاحب امام احمد رضا کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی اپنے عہد کے جید عالم، مقبول نعت گو اور صدہا دینی و علمی کتب و رسائل کے مصنف تھے، دینی علوم خصوصاً فقہ و حدیث پر موصوف کی نظر بڑی وسیع اور گہری تھی، فقہی مسائل میں "فتاوے رضویہ" ان کا بہت اہم علمی کارنامہ ہے۔ جنگِ عظیم اوّل کے بعد ملکی سیاست کے ہنگامہ خیز دور میں ترکِ موالات اور تحریکِ ہجرت کے خلاف حضرت مولانا بریلوی کے فتوے نیز متحدہ قومیت کے بارے میں انتہائی بیانات، ان کی سیاسی بصیرت کا ثبوت ہیں"

(محمد مرید احمد چشتی : خیابان رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ص ۴۴)

پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج کے پرنسپل اور صدر شعبۂ اردو پروفیسر

ڈاکٹر عبادت بریلوی امام احمد رضا کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"مولانا احمد رضا خاں بہت بڑے عالمِ دین، مفکرِ اسلام اور عاشقِ رسول تھے ان کا نام علمائے اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ انہوں نے اپنی تصانیف سے علوم اسلامی میں گراں قدر اضافہ کیا ہے۔"

(محمد مرید احمد چشتی: خیابانِ رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص)

پنجاب یونیورسٹی کے دارالقرآن کے مہتمم سید عابد احمد علی مرحوم، امام احمد رضا کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :-

"میں علماء کو دو گروہوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ ایک وہ جو محض اپنی محنت سے رتبۂ کمال کو پہنچتے ہیں اور دوسرے وہ جو فطری طور پر غیر معمولی ذہن اور طباع ہوتے ہیں جنہیں انگریزی میں GENIUS کہا جاتا ہے ____ میرے نزدیک حضرت مولانا احمد رضا کا شمار اس دوسرے گروہ میں ہوگا۔"

(مقالاتِ یومِ رضا، جلد سوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء ص ۱۱، ۱۲)

پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ کے صدر ڈاکٹر سید عبداللہ امام احمد رضا کے متعلق مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار فرماتے ہیں :-

"عالم اپنی قوم کا ذہن اور اس کی زبان ہوتا ہے اور وہ عالم جس کی فکر و نظر کا محور قرآنِ حکیم اور حدیثِ نبوی ہو، وہ ترجمانِ علم و حکمت نقیبِ حق و صداقت اور محسنِ انسانیت ہوتا ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ حضرت مفتی شاہ احمد رضا خاں بریلوی بھی ایسے ہی عالمِ دین تھے تو یہ مبالغہ نہ ہوگا بلکہ حقیقت کا اعتراف ہوگا۔ وہ بلاشبہ جید عالم، متبحر حکیم، عبقری فقیہ، صاحبِ نظر مفسرِ قرآن، عظیم محدث اور سحر بیان خطیب تھے لیکن ان تمام درجاتِ رفیع سے بھی بلند تر ان کا ایک درجہ ہے اور وہ ہے

عشقِ رسول کا:

(محمد مقبول احمد، پیغامات یوم رضا، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۹۷۱ء، ص ۴۵)

پاکستان کے مشہور جہاں دیدہ صحافی میاں عبد الرشید نے "پاکستان کا پس منظر اور پیش منظر" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں بارہویں! صدی میں امام احمد رضا کی مساعی کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب پنجاب یونیورسٹی کے ادارۂ تاریخ پاکستان نے سنہ میں شائع کی۔

صرف دو ورق نقل کردہ ام از اصل مسودہ در بعض السبل المحققین وعلیہ علماء بالد الزنبق۔

حیثیہ قولہ در تقسیم در بعض مقام السبل راست و در شرح ذکر کردہ مایم ... و علامہ ابن الہمام
شیخ المحققین۔ الذرہ مرتبہ ... مجوزہ است جوازہ و در بحث تشبیہ را ... شد
مغرب ... الا حادیث ۱۲

قولہ امام ... مراد بندہ و مرجود دیگر بندہ ... است۔ کہ اگر دراجیہ ... شرح ... سید
... نسبت دیگر دیست شود ۱۲

ثے قولہ و اشکال تکسیر و مسائل ... ذکر کہ ... علم است ... از علمائے متقین و مشائخ معتبر
بعض حکم فرمودہ۔ اقوال امام حجۃ الاسلام غزالی و امام فخر رازی و امام اجل شیخ اکبر
و امام اجل سیدی ابو الحسن شاذلی و امام اجل سیدی عبد السلام بن مشیش
وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم ازا لا ... علم فن تکسیر ... نیست
کہ خلاف شریعت مطہرہ بود و حجت استخراجات با سمار الٰہیہ و کلام او جل ... نمودہ
بہ ... و ... فی الدین و جزایا کر ... در ... را ... وکتاب کردہ ... استخرا
جات بہ ... اشکال ... نیست ... آنا بکہ ... کردہ
اند ... بعض ... اند ... علم ... معتبر ... الجفر
والجواہر المعون للشیخ الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... کہ خلیفہ ثانی آمدہ
و گفت او ... از سیدنا شیث علیہ الصلاۃ والسلام ... دربارہ سیدنا ہود
علیہ الصلاۃ والسلام گفت ... دربارہ سیدنا ... علیہ
الصلاۃ والسلام گفت ... و ... سیدنا
یوسف علیہ الصلاۃ والسلام ... الرضا ... باب سیدنا
علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ گفت ... فی الکلام باز
جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گفت ... و ...

حاشیہ اشعۃ اللمعات

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور اسلامیہ جمہوریۂ پاکستان کا مشہور و معروف علمی اور دینی ادارہ ہے۔ تدریس اور تحقیق و تصنیف کے میدان میں اس کی اہم خدمات ہیں۔ مہتمم ادارہ علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی اور اساتذۂ کرام علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری، مولانا محمد منشا تابش قصوری، مولانا محمد صدیق ہزاروی، مولانا عبد الستار صاحب، مولانا غلام مصطفےٰ صاحب وغیرہ نے قابل ذکر تحقیقی، تنظیمی، تدریسی و تبلیغی خدمات انجام دی ہیں۔

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری نے مندرجہ ذیل تصانیف پیش کیں۔

۱۔ سوانح سراج الفقہاء مع فتوے امام احمد رضا، لاہور ۱۹۷۲ء

۲۔ یاد اعلیٰ حضرت، لاہور ۱۹۷۶ء

۳۔ اندھیرے سے اجالے تک، لاہور ۱۹۸۵ء

۴۔ شیشے کے گھر، لاہور ۱۹۸۶ء

۵۔ امام احمد رضا اپنے اور بیگانوں کی نظر میں، لاہور ۱۹۸۵ء

۶۔ مقدمہ کفل الفقیہ الفاہم از امام احمد رضا، لاہور ۱۹۸۷ء

مسلک امام احمد رضا کی مدافعت میں یہ تصانیف پیش کیں۔

۱۔ ندائے یا رسول اللہ، لاہور ۱۹۸۵ء

۲۔ الحیاۃ الخالدہ، لاہور جمادی الاول ۱۴۰۹ھ / جنوری ۱۹۸۹ء

۳۔ مدینۃ العلم، لاہور ۱۹۸۹ء

۴۔ المعجزہ و کرامات الاولیاء، لاہور ۱۹۸۹ء

امام احمد رضا کی شخصیت اور فکر سے متعلق یہ مقالات پیش کیے۔

۱۔ مطالب القرآن، فہرس مضامین خزائن العرفان علی کنز الایمان، لاہور

۲۔ حلیہ مبارکہ اعلیٰ حضرت مشمولہ مجدد اسلام از نسیم بستوی، کانپور

۳۔ امام احمد رضا اور ردِّ مرزائیت، الہام، بہاولپور
۴۔ ردِّ مرزائیت میں علمائے اہلِ سنّت کا حصّہ، ضیائے حرم، لاہور
۵۔ اعلیٰ حضرت بریلوی، خصوصی مقالہ بطورِ تقدیم، لاہور

جامعہ نظامیہ کے ایک اور استاذ فاضل نوجوان مولانا محمد صدیق ہزاروی نے امام احمد رضا سے متعلق مندرجہ ذیل کتب پیش کیں۔

۱۔ تعلیقات رضا، جلد اول، (طحطاوی علی الدر المختار)، لاہور
۲۔ تعلیقاتِ رضا، جلد دوم، (تفسیر معالم التنزیل)، لاہور
۳۔ کنز الایمان تفاسیر کی روشنی میں، لاہور ۱۹۸۹ء

مندرجہ بالا کتابوں کے علاوہ مندرجہ ذیل مقالات پیش کئے:۔

۱۔ مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علومِ دینیہ کے "بحرِ بیکراں اور عاشق رسول" } امروز (لاہور) ۲۴ر جنوری ۱۹۷۹ء
۲۔ "ارشاداتِ اعلیٰ حضرت بریلوی" افق (کراچی) ۱۵ر جنوری ۱۹۸۰ء
۳۔ "امام احمد رضا خاں بریلوی دینی اور علمی خدمات کے آئینے میں" نوائے وقت (لاہور) ۸ر نومبر ۱۹۸۴ء
۴۔ "مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی — علوم دینیہ کا بحرِ بیکراں" امروز (لاہور) ۱۸ر اکتوبر ۱۹۸۶ء
۵۔ مولانا احمد رضا بریلوی، دو قومی نظریے کے عظیم علمبردار، پاک جمہوریت (لاہور) ۲۱-۲۷ر اکتوبر ۱۹۸۶ء

جامعہ نظامیہ کے ایک اور فاضل مولانا ممتاز احمد سدیدی نے تنظیم المدارس پاکستان، درجہ عالیہ میں مندرجہ ذیل عنوان پر ایک تحقیقی مقالہ قلمبند کیا۔

"امام احمد رضا اور ردِّ عیسائیت"

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ ہی میں مہتمم جامعہ علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی نے ایک تحقیقی ادارہ قائم کیا ہے جو امام احمد رضا کی تصانیف اور دیگر نگارشات کی تحقیق

تدوین، تخریج اور ترجمہ کا اہم کام انجام دے رہا ہے۔ چنانچہ اس ادارے نے امام احمد رضا کے مندرجہ ذیل رسائل کی تخریج کر کے دو مجموعوں میں مرتب کیا جسے کراچی سے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے شائع کردیا۔ رسائل کے نام یہ ہیں :-

صلوٰت الصفا، نفی الفیٔ، قمر التمام، ہدی الحیران، السوء والعقاب، قہر الدیان، الجراز الدیانی، المبین۔

امام احمد رضا کی اہم عربی تصنیف "کفل الفقیہ الفاہم" کو پروفیسر حافظ محمد عبد الباری صدیقی سے پیرا بندی کرا کے علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری کے فاضلانہ عربی مقدمہ کے ساتھ اس ادارے نے شائع کیا۔ اس کے علاوہ فتاوےٰ رضویہ کی جلد اول کو یہ ادارہ تخریج حوالہ جات، عربی عبارات کے ترجمے اور پیرا بندی کے بعد شائع کر رہا ہے۔ یہ ادارہ امام احمد رضا پر تحقیق کرنے والوں کی علمی اعانت بھی کرتا ہے۔

مکتبہ قادریہ

جامعہ نظامیہ ہی میں مکتبۂ قادریہ کے نام سے ایک ادارہ قائم ہے جو عرصۂ دراز سے اہل سنت کا لٹریچر شائع کر رہا ہے اور فروخت بھی کر رہا ہے اس ادارے کی اشاعتی خدمات بھی قابلِ ذکر ہیں۔

پاک و ہند کے دینی دار العلوم اور اسلامی جامعات میں جو کام ہوا ہے وہ ایک الگ تحقیقی مقالے کا متقاضی ہے، کوئی فاضل اس طرف توجہ فرمائیں۔

پاکستان میں دار العلوم امجدیہ (کراچی) اور دار العلوم نعیمیہ (کراچی) کے اساتذہ نے بھی امام احمد رضا پر کام کیا ہے۔ مفتی سید شجاعت علی قادری نے سب سے پہلے امام احمد رضا کی عربی سوانح پیش کی جس کا عنوان ہے :-

"مجدد الامۃ"

یہ سوانح کراچی اور لاہور سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے فتاوےٰ رضویہ کا فاضلانہ مقدمہ لکھا اور امام احمد رضا کے متعدد رسائل مدون کئے۔ جو کراچی اور لاہور سے شائع ہو گئے۔ مولانا جمیل احمد نعیمی، مولانا محمد اطہر نعیمی، مولانا غلام رسول سعیدی نے بھی امام احمد رضا پر مقالات لکھے ہیں۔ چاروں حضرات کا تعلق اس وقت دار العلوم نعیمیہ (کراچی) سے ہے۔

قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد

قائداعظم یونیورسٹی کے ایک فاضل استاذ ڈاکٹر خواجہ معین الدین جمیل، امام احمد رضا کے بارے میں اپنے تاثرات قلم بند کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

مولانا احمد رضا خان کی عظیم شخصیت سے بھلا کون واقف نہیں، انہوں نے اپنے دور میں اپنے حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، وہ ہماری ملی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

(محمد مرید احمد چشتی: خیابانِ رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۱۱۵)

جناب مجیب احمد صاحب جونیئر، ریسرچ اسسٹنٹ شعبۂ تاریخ، قائداعظم یونیورسٹی، امام احمد رضا کے متبعین اور ہم فکر اور ہم عقیدہ علمائے اہلِ سنت کی سیاسی و مذہبی تنظیم پر مندرجہ ذیل عنوان سے ایم۔ فل کے لیے تحقیق کر رہے ہیں:۔

"جمعیۃ علماء پاکستان
(۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۹ء تک)"

بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ

بلوچستان یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر اور مشہور اسکالر پروفیسر کرار حسین صاحب امام احمد رضا کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

میں ان کی شخصیت سے اس وجہ سے متاثر ہوں کہ انہوں نے علم و عمل میں عشقِ رسول کو وہ مرکزی مقام دیا ہے جس کے بغیر تمام دین جسم بے روح کی مانند ہے۔"

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبۂ بنیادی سائنس کے پروفیسر ابرار حسین صاحب امام احمد رضا سے متاثر نظر آتے ہیں موصوف نے جیمس پرانڈ کی علم ریاضی سے متعلق ایک کتاب (مطبوعہ لندن ۱۸۶۰ء) کے اردو ترجمے پر امام احمد رضا کے حواشی کا جائزہ لیتے ہوئے مندرجہ ذیل عنوان پر ایک مقالہ قلم بند کیا ہے:۔

"رسالہ در علم لوگارثم کے چند حواشی"

(مطبوعہ معارف رضا، کراچی ۱۹۸۰ء، ص ۴۰ - ۴۴)

پروفیسر موصوف اس مقالے کا آغاز اس طرح کرتے ہیں:۔

"امام احمد رضا کو کم و بیش پچپن علوم پر دسترس حاصل تھی، ان میں سے تقریباً ۴۳ علوم و فنون انہوں نے ذاتی مطالعہ سے حاصل کئے۔ علم ریاضی میں ان کی حیثیت مسلّم ہے مولوی ظفر الدین بہاری کی مرتّب کردہ فہرست تصانیف اعلیٰحضرت میں ۵۴ کا تعلق علم ریاضی سے ہے۔" (معارف رضا، ص ۴۰)

راقم کے نام ایک مکتوب میں پروفیسر صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"میرا اپنا ذاتی خیال ہے کہ ریاضی کے میدان میں اعلیٰحضرت کا مقام بہت بلند ہے۔"

(مکتوب محررہ ۹ راپریل ۱۹۸۰ء)

پروفیسر ابرار حسین صاحب "فوز مبین در ردّ حرکت زمین" پر کام کر رہے ہیں تاکہ مغربی دنیا میں امام احمد رضا کے اس علمی کارنامہ کو تعارف کرایا جائے۔ پروفیسر موصوف نے مندرجہ بالا مقالہ کے علاوہ مندرجہ ذیل مقالات بھی قلمبند کئے ہیں:

(۱) استخراج لوغارثمات اور اعلیٰحضرت۔ (معارف رضا ۱۹۸۲ء، ص: ۹ - ۲۰)

(۲) امام احمد رضا کا مقدمہ فوز مبین۔ (معارف رضا ۱۹۸۵ء، ص ۸۱)

۳۔ امام احمد رضا ایک ماہر علم ریاضی کی حیثیت سے ۔ (معارف رضا، ۱۹۸۶ء، ص ۱۳۹)

۴۔ امام اہل سنت کا نظریہ مد و جزر ۔ (معارف رضا، ۱۹۸۶ء، ص ۸۱)

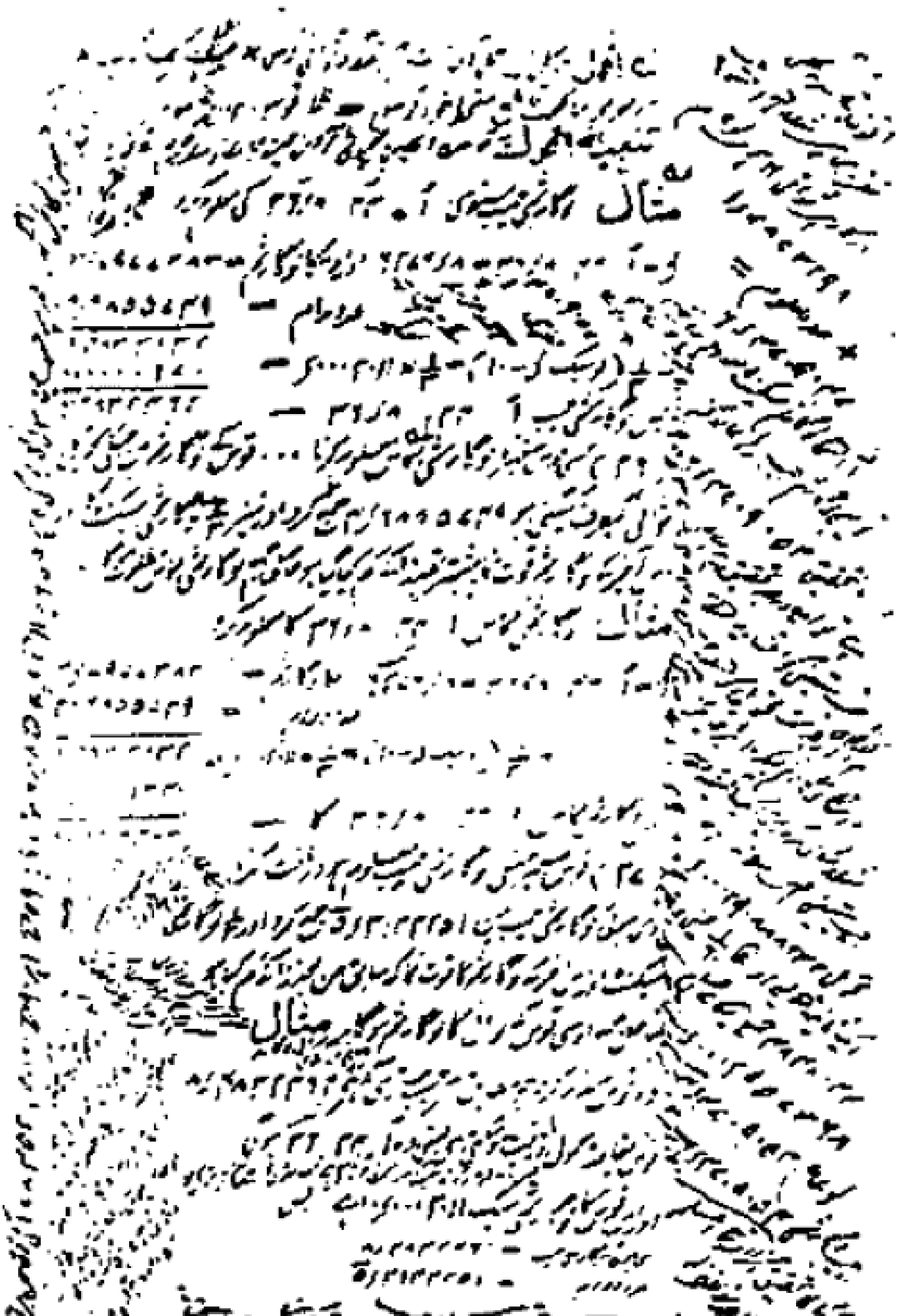

ھندوستان

مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

مسلم یونیورسٹی کے صدر شعبہ عربی اور ڈین فیکلٹی آف آرٹس ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو نے امام احمد رضا پر ایک مقالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے :-

"امام احمد رضا کا شخصیتی جائزہ"

یہ مقالہ ماہنامہ المیزان (بمبئی) کے امام احمد رضا نمبر (مارچ ۱۹۷۶ء) میں شائع ہوا۔ (ص ۳۳۰-۳۳۶) اسی یونیورسٹی کے ایک فاضل ڈاکٹر حامد علی خاں لکھتے ہیں :-

"آپ ہی جیسے ستودہ صفات سے متصف انسان کے لئے بجا طور پر شاعر مشرق علامہ اقبال کا یہ شعر پڑھا جا سکتا ہے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آپ اپنی متنوع حیثیات سے منفرد تھے اور آپ کی ہستی کو صفات حسنہ کی جامع شخصیت کہا جا سکتا ہے لہٰذا آپ کے بارے میں خامہ فرسائی کرنے کا ارادہ کوئی معمولی کام نہیں۔ اگر آپ کے حالات زندگی، مشاغل حیات اور علمی کارناموں وغیرہ پر کوئی اکیڈمی لگن کے ساتھ کام کرے تو تحقیق کا کچھ حق ادا ہو سکتا ہے۔"

(المیزان (بمبئی) امام احمد رضا نمبر مارچ ۱۹۷۶ء ص ۴۴۵)

مسلم یونیورسٹی کے ایک اور استاد ڈاکٹر نسیم قریشی نے بھی امام احمد رضا

پر اظہار خیال کیا ہے اور قبلۂ اہلِ دل " کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے جس میں امام احمد رضا کے مشہور شعر

" مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

کو سن کر ان کے دل پر جو کچھ گزری اس کو نہایت ہی دل نشین اور دل پذیر انداز میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

" طبیعت بے اختیار وجد کر اٹھی ، ذہن کے دریچے ، بہار ابدی کی نغمہ ہواؤں کے لئے کھل گئے ، وجود کا ذرّہ ذرّہ سحابِ سرمدی کی سرشاریوں میں ڈوب گیا ـــــ کیا نغمہ ! ـــــ کیا تکلم ! ـــــ کیا والہانہ سلام لفظ و بیان کے پیچ و خم ہیں کہ نیاز مندی کی تہہ در تہہ کیفیتوں میں لپک اُٹھے . حُسنِ معنی ہے کہ حُسنِ عقیدت میں سمو کر زمزمۂ داؤدی کے پیکر میں ڈھل گیا ہے . سرورِ کائنات کے حضور شرف باریابی حاصل ہے ـــــ نوائے شوق ، نغمۂ والہانہ بن گئی ہے ـــــ ذوقِ فدائیت شباب پر ہے شیفتگی و نیاز کیشی ـــــ ہم آواز ، ہمہ سرور و مستانہ وار تعاشش ، قلب مضطر ہو گیا ـــــ روحانی سرمستی کے عالم میں حضرتِ رضا خلد آشیانی کی زبانِ حقیقت ترجمان سے جو لفظ نکلا ہے ، باغِ کامرانی کا سدا بہار پھول بن گیا ہے ."

(المیزان (بمبئی) امام احمد رضا نمبر ، ص ۵۲۹)

صدر شعبہ اُردو مسلم یونیورسٹی ڈاکٹر خلیل الرحمٰن اعظمی ، مرکزی مجلس رضا کے صدر محترم حکیم محمد موسیٰ امر تسری کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :۔

" حضرت کے کلام کے متعلق بلا خوف تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ وہ ہر ایک اعتبار سے ایک منفرد مرتبہ شاعر ہیں . . . . اُردو کی نعتیہ شاعری کا کوئی جائزہ حضرت کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا ."

(محمد یٰسین اختر مصباحی ، امام احمد رضا ، ارباب علم و دانش کی نظر میں ، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۶ء ، ص ۱۱۵) .

جناب محمود حسین بریلوی ریسرچ اسکالر شعبہ عربی. مسلم یونیورسٹی. علیگڑھ پروفیسر ڈاکٹر عبد الہادی (ہیڈ بر شعبہ عربی) کی نگرانی میں مندرجہ موضوع پر عربی میں مقالہ لکھ رہے ہیں۔

Maulana Ahmad Raza

Khan's Contribution

To Arabic Language

and Literature

جناب محمد شاہد اسلم دیوبندی (ریسرچ اسکالر شعبہ عربی. مسلم یونیورسٹی. علی گڑھ) مندرجہ ذیل عنوان پر ایک تحقیقی مقالہ قلم بند کر رہے ہیں:۔

"سائنس قرآن کے آئینے میں"

موصوف کو جب جناب محمود حسین بریلوی (ریسرچ اسکالر مسلم یونیورسٹی. علی گڑھ) نے امام احمد رضا کی طرف متوجہ کیا تو انھوں نے اپنے مقالے میں امام احمد رضا کے افکار سے استفادہ کیا۔ امام احمد رضا پاک و ہند کے غالباً پہلے دانشور عالم ہیں جنہوں نے سرسید احمد خاں کے اس طرز عمل کے خلاف کہ سائنس کی روشنی میں قرآن کو پرکھا جائے. یہ نظریہ پیش کیا کہ سائنس کو قرآن کی روشنی میں پرکھا جائے۔ کیوں کہ یہ ایک ازلی اور ابدی حقیقت ہے۔

----- جناب محمود حسین بریلوی راقم کے نام اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:۔

شاہد صاحب کی خدمت میں آپ کے تحقیقی و علمی اور ادبی مقالہ بعنوان:۔

"امام احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ"

پیش کیا۔ موصوف اس تحقیقی مقالے کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے اور اپنے تحقیقی مقالے میں آپ کے ادبی مقالے سے

حوالے دیئے ہیں۔ اور اسی طرح معارفِ رضا (کراچی) ۱۹۸۹ء
میں پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب کا ایک تحقیقی مقالہ
شائع ہوا ہے۔ شاہد صاحب نے اپنے بیش قیمت مقالے
میں اس کا بھی حوالہ دیا ہے۔"

(مکتوب مورخہ ۲۰؍اکتوبر ۱۹۸۹ء از علی گڑھ)

لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ

لکھنؤ یونیورسٹی کے ڈاکٹر ملک زادہ منظور نے امام احمد رضا پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے لکھا ہے :۔

"گرد و غبار سے آئینوں کو صاف کرنا اور پھر اسے ایسی جگہ پر رکھ دینا کہ صورتیں حقیقی بھی ہوں اور خوبصورت بھی، یہ محض فنکار کے بس کی بات نہیں بلکہ اس کے لیے احمد رضا خاں صاحب جیسے حکیم امت کی ضرورت پیش آیا کرتی ہے جو قطرے میں دریا کا جلوہ اس طرح دیکھ سکے کہ دونوں کی انفرادیت بھی برقرار رہے اور دونوں ایک دوسرے کا جزوِ لاینفک بھی معلوم ہوں۔"

(المیزان، (بمبئی) امام احمد رضا نمبر، ص ۴۷۹، ۴۷۶)

روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی

پروفیسر محمد ایوب قادری صاحب ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :۔

"ابھی جب میں بریلی گیا تو معلوم ہوا کہ روہیل کھنڈ یونیورسٹی سے ایک طالب علم نے (غالبا نام نکہت یا نزہت ہے) مولانا حسن رضا خاں بریلوی کی شاعری پر پی۔ایچ۔ڈی کیا ہے جس کے نگران ڈاکٹر لطیف حسین ادیب بریلوی تھے"۔

(مکتوب محررہ ۱۶ / جولائی ۱۹۸۱ء)

مولانا حسن رضا خاں، مرزا داغ دہلوی کے ارشد تلامذہ میں تھے اور امام احمد رضا خاں کے چھوٹے بھائی۔۔۔۔۔ نعتیہ شاعری میں ان کے استاذ امام احمد رضا ہی تھے اس لئے حسن رضا کا تذکرہ امام احمد رضا کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں"۔

"ماہنامہ سنی دنیا" کے مدیر اعلی مولانا عبد النعیم عزیزی (ایم۔اے علیگ) امام احمد رضا کی اردو نثر پر روہیل کھنڈ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کا رجسٹریشن عنقریب ہونے والا ہے۔ (ان شاء اللہ تعالی)

پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ

پٹنہ یونیورسٹی سے ڈاکٹر، حسن رضا خاں نے امام احمد رضا کی فقاہت پر ۱۹۷۹ء میں ڈاکٹریٹ کیا ہے۔ ان کا مقالہ "فقیہہ اسلام" کے عنوان سے ۱۹۸۱ میں الہ آباد میں چھپا اور اسلامی پبلی کیشنز سنٹر، پٹنہ نے شائع کیا۔ یہ مقالہ ۲۸۰ صفحات پر مشتمل ہے اور آٹھ ابواب پر پھیلا ہوا ہے جن کی تفصیل یہ ہے:۔

الباب الاول	ہندوستان میں فقہ اسلام کا ارتقا
الباب الثانی	تیرھویں صدی ہجری میں ہندوستان میں فقہ اسلامی کی ترقی
الباب الثالث	مکاتیب فقہ اسلامی اور اعلیحضرت کا دور
الباب الرابع	ابتدائی زندگی، تعلیم اور اساتذہ

الباب الخمس ——— احوال و آثار

الباب السادس ——— معاصرین، تلامذہ اور متبعین

الباب السابع ——— فقہ اسلامی میں اعلیٰ حضرت کی خدمات

الباب الثامن ——— کتابیات

اس مقالے کے مطالعہ سے امام احمد رضا کے مقام فقاہت کا تعین ممکن ہے۔ ہندوستان میں امام احمد رضا پر یہ پہلی کامیاب و وقیع کوشش ہے اور قابل مطالعہ۔

گورکھپور یونیورسٹی، گورکھپور

گورکھپور یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کے اُستاذ ڈاکٹر سلام سندیلوی نے امام احمد رضا پر ایک مقالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے :۔

"مذہبی شاعری میں صداقت کے عناصر"

یہ مقالہ المیزان (امام احمد رضا نمبر) میں شامل ہے (ص ۴۶۳ - ۴۶۶) اس میں ڈاکٹر سندیلوی لکھتے ہیں :۔

"مگر جہاں تک امام احمد رضا کی شاعری کا تعلق ہے وہ رسمی یا روایتی نہیں ہے۔ آپ کو مذہب سے زبردست علاقہ تھا۔ آپکو بزرگانِ دین سے عقیدت تھی، آپ حبِ رسول میں غرق تھے اسلئے آپکی شاعری میں صداقت موجود ہے۔ آپکی شخصیت اور شاعری میں فاصلہ نہیں ہے بلکہ آپ کی شخصیت آپ کی شاعری ہے اور آپکی شاعری آپ کی شخصیت — شخصیت اور شاعری میں اس قدر گہری ہم آہنگی اُردو کے چند ہی شعراء کے ہاں ملے گی۔"

(المیزان، امام احمد رضا نمبر، ص ۴۶۶)

گورکھپور یونیورسٹی کے ڈاکٹر رفیع الدین نے "اردو کی نعتیہ شاعری پر ایک نظر"

ایک کتاب لکھی ہے اس میں امام احمد رضا کا ذکر ہے ۔

بڑودہ یونیورسٹی بڑودہ

بڑودہ یونیورسٹی کے ڈاکٹر وحید اشرف نے مندرجہ ذیل عنوان پر ایک مقالہ لکھا ہے :۔

" امام احمد رضا کی اُردو ، فارسی شاعری "

یہ مقالہ " المیزان " کے امام احمد رضا نمبر میں شامل ہے (ص ۵۵۴ ، ۶۴۲)
اس میں ایک جگہ لکھتے ہیں :۔

" ایک ایسا شخص جس نے معقولات و منقولات کی اکثر اصناف میں اپنی بلندیٔ فکر ، جودتِ ذہن اور ندرتِ و جدت کا ثبوت دیا ہو اور جن کی تصانیف سینکڑوں کی تعداد میں پہنچی ہوں ، اس سے یہ ظاہر ہے کہ وہ شاعری کے نازک فن سے بھی پوری طرح عہدہ برآ ہو سکتا ہے ، عجائبات میں سے ہے ۔ ایسی صرف ایک شخصیت اور نظر آتی ہے جس نے علوم معقولات میں زندگی گزارنے کے باوجود شاعری کا ایک باکمال نمونہ چھوڑا ہے اگرچہ ضخامت کے اعتبار سے بہت ہی کم ہے اور وہ ہے عمر خیام جس کی رباعیات فن اور فکر کا مکمل نمونہ ہیں ۔ لیکن امام احمد رضا کے حالات اور ان کے علمی کارناموں کا جائزہ لیا جائے تو ان کے مقابل عمر خیام کو نہیں لیا جا سکتا ۔"

(المیزان ، امام احمد رضا نمبر ، ص ۵۵۵ ، ۵۵۶)

جبلپور یونیورسٹی ، جبل پور ۔

جبل پور یونیورسٹی میں ایک ریسرچ اسکالر آنسہ ظہیرہ قادری امام احمد رضا کا

کی نعتیہ شاعری پر پی ایچ ڈی کر رہی ہیں اس کی اطلاع موصوف کے جدّ امجد مفتی محمد برہان الحق جبل پوری نے ایک مکتوب میں دی تھی ۔ مقالہ ہنوز زیرِ تدوین ہے ۔

(افسوس بعض موانعات کی وجہ سے وہ مقالہ مکمل نہ کر سکیں ۔)

کلکتہ یونیورسٹی کلکتہ

پروفیسر شاہد اختر جیبی ، استاد شعبہ اُردو ، ہگلی محسن کالج ، ہگلی (بھارت ، کلکتہ یونیورسٹی سے امام احمد رضا کی اُردو شاعری پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں ۔

عثمانیہ یونیورسٹی ، حیدرآباد دکن

جناب پروفیسر حافظ محمد سمیع الدین صاحب (شعبہ عربی) نوریہ جونیئر کالج حیدرآباد (آباد دکن) عثمانیہ یونیورسٹی سے امام احمد رضا کی عربی شاعری پر ایم ۔ فل کر رہے ہیں ۔

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

ناظم ندوۃ العلماء مولانا ابوالحسن علی ندوی اپنے والد حکیم عبدالحی لکھنوی مرحوم کی عربی تصنیف "نزہۃ الخواطر" کی آٹھویں جلد کو مکمل کیا ہے اس میں موصوف نے امام احمد رضا کے متعلق تعریفی اور تنقیدی کلمات کہے ہیں ۔ ایک جگہ موصوف لکھتے ہیں :-

(ترجمۂ عربی)

"علمائے حجاز سے بعض فقہی اور کلامی مسائل میں مذاکرہ و تبادلۂ خیالات کیا۔ حرمین کے اثنائے قیام میں انہوں نے بعض رسائل لکھے اور علمائے حرمین کے پاس آئے ہوئے سوالات کے جواب دیئے وہ حضرات آپ کے دورِ علم، فقہی متون و اختلافی مسائل پر وقتِ نظر و وسعتِ معلومات، سرعتِ تحریر اور ذکاوتِ طبع سے حیران رہ گئے"۔
(نزہۃ الخواطر، جلد ثامن، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۷۰ء ص ۴۱)

جامعہ ملیہ دہلی

جامعہ ملیہ کے بانی مولانا محمد علی جوہر امام احمد رضا سے عقیدت رکھتے تھے مگر تحریک خلافت کے سلسلے میں دونوں میں نظریاتی اختلاف تھا۔ مولانا محمد علی نے اخبار خلافت (بمبئی شمارہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء، ص ۱۷) میں بقول مولانا استد نظامی اچھے تاثرات کا اظہار کیا ہے، مولانا محمد علی جوہر، مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے مرید تھے۔

جامعہ ملیہ کے شعبۂ تاریخ کے ایک استاد سید جمال الدین نے ۱۹۷۰ء میں انگریزی میں ایک مقالہ لکھا تھا جس کا عنوان ہے:۔

"تحریکِ خلافت و تحریکِ ترکِ موالات اور بریلوی حضرات"

اس میں انہوں نے امام احمد رضا کے بارے میں بھی اظہار خیال کیا ہے ایک جگہ وہ لکھتے ہیں:۔

(ترجمہ انگریزی) انہوں نے قبروں کو سجدہ کرنے سے منع کیا، اُنہوں نے (بلا کسی جواز کے) قبروں پر چراغاں کو فضول خرچی قرار دیا۔ انہوں نے عورتوں کو قبروں پر جانے سے روکا، انہوں نے فرمایا کہ مرشد کو عالمِ شریعت ہونا چاہیئے ورنہ وہ اوامر و نواہی سے عدمِ واقفیت کی بنا پر گمراہ ہو سکتا ہے۔ انہوں

نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارِ اقدس پر حاضری کے وقت زائر کو طواف و سجدہ سے روکا ہے لیکن شاہ اسمٰعیل دہلوی اور ان کے متبعین کے ایسے خیالات کے خلاف جن کو وہ کفر خیال کرتے تھے ان کی جنگ بہت شدید تھی۔"

(مقالہ ٹائپ شدہ کاپی، مملوکہ راقم، ص ۴)

جامعہ ملیہ کے ایک اور استاد اور ریسرچ اسکالر مفتی محمد مکرم احمد نے بھی امام احمد رضا کی طرف توجہ کی ہے۔ ان کے اساتذہ میں مولوی انور شاہ کشمیری، مولوی شبیر احمد عثمانی اور مولوی حسین احمد دیوبندی وغیرہ ہیں۔ جب موصوف نے راقم کی تالیف :-

"فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں"

(مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء) مطالعہ کی تو ایک مکتوب میں لکھا :-

"سنا میں نے بھی یہی تھا کہ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت سخت مزاج اور کم رخصت پسند سے تھے۔ موصوف کے بارے میں، میں صرف اتنا جانتا ہوں، ان کا غائبانہ احترام ضرور دل میں تھا لیکن علمائے دیوبند سے علمیت اور فقاہت میں ان کا درجہ کم سمجھتا تھا۔ آج میں نے آپ کا تحقیقی مقالہ بالتمام والکمال پڑھ لیا تو ساری غلط فہمیوں کے پردوں کو زائل ہوتا دیکھ کر خوشی ہوئی۔"

(مکتوب محررہ ۳ رجنوری ۱۹۷۵ء بنام راقم الحروف)

اسی مکتوب میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں:-

حقیقت یہ ہے کہ آپ میں وہ خوبیاں پائی جاتی تھیں کہ آپکو "مجدد مائۃ الحاضرۃ" کہا جاتا۔ بیشک مولانا احمد رضا خان صاحب ایک جلیل القدر والمنزلۃ عالمِ باعمل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر وہ صفاتِ عالیہ ودیعت کی تھیں جن کی اس زمانے میں ضرورت تھی۔ عقل حیران و پریشان ہے کہ معاصرین علمائے دیوبند نے آپ کی شخصیت کو کس بے دردی کا احسان

فراموشی اور غیر عالمانہ انداز میں قعرِ گمنامی میں گرا دیا۔ میں نے مولانا حسین احمد صاحب مدنی کی تصنیفات اور مکتوبات وغیرہ پڑھے ہیں لیکن زیر بحث کتاب (الشہاب الثاقب) میں آپ نے جس غیر عالمانہ انداز میں بحث فرمائی ہے وہ شایانِ شانِ عالم ہرگز نہیں۔"

(مکتوب محررہ ۳۰ رجنوری ۱۹۷۵ء)

الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

جامعہ اشرفیہ میں چند فعّال نوجوان امام احمد رضا پر کام کر رہے ہیں۔ اس جامعہ کے ایک استاد مولانا محمد یٰسین اختر مصباحی نے ایک کتاب مندرجہ ذیل عنوان سے لکھی ہے :-

"امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں"

(مطبوعہ الہ آباد، ۱۹۷۷ء)

اس کتاب میں انہوں نے عرب و عجم کے بہت سے فضلاء کے تاثرات جمع کئے ہیں اور اس پر امام احمد رضا کا ایک وقیع تعارف لکھا ہے۔ اس کتاب کے علاوہ موصوف نے ایک اور کتاب لکھی ہے جس کا عنوان ہے :-

"امام احمد رضا اور ردِّ بدعات و منکرات"

یہ کتاب عنقریب شائع ہونے والی ہے۔ جامعہ اشرفیہ کے ایک اور استاذ مولانا افتخار احمد قادری نے امام احمد رضا کے مندرجہ ذیل رسالے کو عربی میں منتقل کیا ہے اور اس پر عربی میں امام احمد رضا کے حالات و افکار کا اضافہ کیا ہے۔

"الفضل الموہبی فی معنیٰ اذا صح الحدیث فہو مذہبی"

(۱۳۱۳ھ)

یہ رسالہ مرکزی مجلس رضا نے ۱۹۷۸ء میں لاہور سے شائع کیا ہے۔

ایک اور اہم کام جو یہ ادارہ کر رہا ہے امام احمد رضا کے حاشیہ شامی کی تدوین ہے یہ حاشیہ عربی میں ہے عنوان ہے:۔

جد الممتار علی رد المحتار

یہ حاشیہ پانچ جلدوں میں ہے۔ اس کا پہلا حصہ حیدر آباد دکن میں زیر طباعت ہے اس میں جامعہ اشرفیہ کے فضلاء نے امام احمد رضا کے فقہی مقام جد الممتار کی خصوصیات. علامہ شامی کے حالات. امام احمد رضا کی مختصر سوانح وغیرہ کا اضافہ کیا ہے۔ اس کاوش میں مولانا محمد احمد مصباحی. مولانا عبد المبین نعمانی اور مولانا افتخار احمد قادری کا نمایاں کردار ہے۔

راقم الحروف کی تالیف:۔

فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں

کا چھٹا اڈیشن ۱۹۸۱ء میں الہ آباد سے چھپ کر جامعہ اشرفیہ سے شائع ہوا. اس پر جامعہ کے رکن مولانا محمد احمد مصباحی نے تعارف لکھا ہے۔ جامعہ اشرفیہ کے ایک اور فاضل مولانا عبد المبین نعمانی مندرجہ ذیل کتابیں مدون کر رہے ہیں۔

۱۔ ارشادات اعلیٰ حضرت ۲۔ تصنیفات امام احمد رضا

جامعہ کے فضلاء واساتذہ تو کام کر رہے ہیں. طلبہ میں بھی جذبے کی کمی نہیں بعض طلبہ نے محدود وسائل کے باوجود امام احمد رضا کے مندرجہ ذیل رسائل شائع کرائے ہیں:۔

۱۔ المنبہ بوصل الحبیب الی العرش والرویۃ (۱۳۲۰ھ) (جماعت ثالثہ. مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۶ء

۲۔ الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام (۱۳۱۵ھ). (جماعت ثلاثہ)

۳۔ بدر الانوار فی انوار الاثار (۱۳۲۳ھ) (جماعت ثالثہ) مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۶ء

۴۔ صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین (۱۳۰۶ھ) (جماعت رابعہ) مطبوعہ الہ آباد. ۱۹۷۶ء

۵۔ خیر الامال فی حکم الکسب والسوال (۱۳۱۸ھ) (جماعت خامسہ) مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۶ء

۶۔ صلات الصفا فی نور المصطفےٰ (۱۳۲۹ھ) (جماعت خامسہ) مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۶ء

۷۔ اسماء الاربعین فی سید المحبوبین (۱۳۰۵ھ) (جماعت خامسہ) مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۶ء

۸۔ وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید (۱۳۱۲ھ) (جماعت خامسہ) مطبوعہ الہ آباد ۱۹۷۶ء (ترتیب و تحشیہ محمد احمد اعظمی)

مندرجہ بالا رسائل کے علاوہ حقوق اولاد، حقوق والدین، خلافت صدیق و علی (رضی اللہ عنہما) تخلیق ملائکہ، ذبیحہ اولیاء وغیرہ مختلف موضوعات سے متعلق امام احمد رضا کے رسائل جامعہ اشرفیہ نے شائع کئے ہیں۔ اس جامعہ کے استاد اور طلبہ امام احمد رضا کی تعلیمات اور افکار کی اشاعت میں بھرپور حصہ لے رہے ہیں۔ اس جامعہ کے رکن علامہ محمد احمد مصباحی نے امام احمد رضا کے حالات پر عربی میں ایک مقالہ قلمبند کیا جو ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کے سہ ماہی عربی مجلہ الدراسات الاسلامیہ کے شمارے مارچ اپریل ۱۹۸۴ء میں شائع ہو چکا ہے۔

مولانا محمد احمد مصباحی نے "امام احمد رضا اور تصوف" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے جو ۱۹۸۸ء میں ہندوستان سے اور ۱۹۸۹ء میں پاکستان سے شائع ہو گئی ہے۔

مولانا سراج احمد قادری (پرنسپل مدرسہ زینت الاسلام، امرودھا، کانپور) بھی "امام احمد رضا کی علوم جدیدہ میں مہارت" پر ڈاکٹریٹ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب محمد افتخار احمد صاحب (کدری، آندھرا پردیش) امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ کرنا چاہتے ہیں۔

جواہرلال نہرو یونیورسٹی، بھارت

جواہرلال نہرو یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے ایک سینئر ریڈر ڈاکٹر فیضان اللہ فاروقی کا ایک تحقیقی مقالہ سہ ماہی ثقافۃ الہند (آزاد بھون، نئی دہلی) سے قسط وار شائع ہونے والا ہے۔ اس مقالے میں امام احمد رضا کی شخصیت پر کافی مواد ہے۔ علامہ مفتی محمد مکرم احمد صاحب شاہی امام مسجد فتحپوری، دہلی نے امام احمد رضا کے بارے میں ڈاکٹر فیضان اللہ فاروقی کے تاثرات کا ان کے اپنے الفاظ میں اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

"میں نے مولانا احمد رضا خاں کی تصانیف اور تالیفات کو غور سے پڑھا ہے اور میرے مقالے میں اس عظیم شخصیت پر کافی کام موجود ہے۔ مولانا بریلوی کا فقہی تبحر اور منقولات و معقولات میں یکساں مہارت اور اس کا حسین امتزاج جتنا ان کے ہاں ہے اس کی نظیر معاصرین میں نہیں ملتی۔ میں تو خود ان کے علم و فضل کا معترف ہوں۔"

(مکتوب مورخہ ، دسمبر ۱۹۹۰ء ازدہلی بنام راقم الحروف)

بسم الله الرحمٰن الرحيم

حضرت احمد رضا خان بريلوي رحمة الله عليه

جا

حالات افڪار ۽ اصلاحي ڪارناما

تحقيقي مقالو

براءِ

پي. ايچ. ڊي ڊگري

سنڌ يونيورسٽي ڄامشورو

نگران

پروفيسر ڊاڪٽر محمد علي قادري

ڊين فيڪلٽي آف آرٽس

سنڌ يونيورسٽي ڄامشورو

مقاله نگار

حافظ عبدالباري صديقي

ايم اي (معارف اسلاميه)

ايم اي (عربي)

امریکہ

کیلیفورنیا یونیورسٹی، برکلے

کیلیفورنیا یونیورسٹی کے شعبۂ تاریخ کی فاضلہ ڈاکٹر باربرا مٹکاف نے ۱۹۸۲ء میں انگریزی میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا عنوان تھا :-

"ہندوستان میں مذہبی قیادت ۱۸۶۰ء تا ۱۹۰۰ء"

اس کتاب کے ایک باب میں موصوفہ نے امام احمد رضا کا ذکر کیا ہے، موصوفہ کے سامنے مطلوبہ مواد نہ تھا اس لئے انہوں نے بعض مقامات پر تحقیقی غلطیاں کی ہیں۔ پھر بھی جو کچھ لکھا ہے قابلِ مطالعہ ہے وہ ایک جگہ لکھتی ہیں :-

(ترجمہ انگریزی)

"وہ خلوت کو پسند کیا کرتے تھے اور جب وہ باہر آتے تھے تو لوگ ان کو ہاتھ لگانے کے لئے لپکتے تھے، کوئی ان کا ہاتھ چومتا تھا اور کوئی پیر...... احمد رضا نے ایک سرپرست کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کیا۔ ان کا کردار اہلِ دیوبند کے کردار سے مختلف رہا چونکہ علمائے دیوبند کے پاس انعام و اکرام تقسیم کرنے کے ذرائع نہ تھے اور نہ ان کی طبیعت کا میلان ہی اس طرف تھا برخلاف ان کے احمد رضا عید پر اپنے طلبہ کو تحفے دیا کرتے تھے، کسی تقریب میں ان کی دعوتیں کرتے ...... ان کے اردگرد ہندوستان کے بہت سے طلبہ جمع تھے" (فوٹو اسٹیٹ کاپی، مملوکہ راقم الحروف)

کولمبیا یونیورسٹی، نیویارک

تاریخ ہندوستان کی ایک ہندو طالبہ اوشا سانیال کولمبیا یونیورسٹی سے "بریلوی تحریک" پر ڈاکٹریٹ کر رہی ہیں۔ ان کے مقالے کا عنوان ہے:۔

A History of the Berelwi Movement in British India ·
1900 - 1947

موصوفہ نے ۱۹۸۵ء میں شکاگو میں مطالعہ ہندوستان کے ادارے:۔

"امریکی ادارہ برائے ہندوستانی مطالعات"

میں مقالے کا خاکہ پیش کیا۔ جو سنہ ۱۹۸۲ء میں منظور ہوا۔ اس ادارے کے مالی تعاون سے یونیورسٹی مذکور کے شعبۂ تاریخ سے اوشا سانیال ڈاکٹریٹ کر رہی ہیں۔ سنہ ۱۹۸۹ء اور سنہ ۱۹۸۰ء میں ہندوستان اور پاکستان کا تفصیلی دورہ کر کے انہوں نے مواد حاصل کیا ہے اور اب وہ امریکہ میں تحقیق کر رہی ہیں۔ انہوں نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ وہ یہ تحقیقی مقالہ سنہ ۱۹۹۰ء تک مکمل کر لیں گی۔ فاضلہ موصوفہ مراکش میں ایک بین الاقوامی سیمینار میں شرکت کے لئے گئی تھیں جہاں انہوں نے اپنے مقالے کا تعارف کرایا۔ ——— حال ہی میں موصوفہ نے اطلاع دی ہے کہ ان کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل گئی ہے

افریقہ

ڈربن یونیورسٹی، ڈربن

پروفیسر ڈاکٹر حبیب الحق ندوی (صدر شعبۂ السنۂ شرقیہ) نے اٹھارویں اور انیسویں صدی میں اٹھنے والی اسلامی تجدیدی تحریکوں کا ایک تحقیقی مقالے میں تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔ عنوان ہے :۔

Islamic Resurgent Movements etc (Durban : 1987)

یہ کتاب رضا اکیڈمی، ڈربن کے ڈائریکٹر مولانا عبد الہادی کی عنایت سے ملی۔ ۳۸۰ صفحات کی اس کتاب میں امام احمد رضا کا کئی مقامات پر ذکر کیا ہے مگر ان کے ساتھ انصاف نہ کیا جاسکا، بظاہر وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ فاضل مصنف کو ضروری مواد نہ مل سکا۔ پھر بھی انہوں نے امام احمد رضا کے چیدہ چیدہ واقعات "ماہ و سال" کے عنوان سے پیش کئے ہیں۔ (ص ۳۵۰ - ۳۴۷) اس کے علاوہ امام احمد رضا کی تصنیف پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ (ص ۳۲۸) ـــ

انگلستان

لندن یونیورسٹی، لندن

لندن یونیورسٹی کے شعبۂ ابلاغیات کے صدر پروفیسر ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی نے ایک بڑا کام یہ کیا کہ ۱۹۷۰ء میں امام احمد رضا کے اردو ترجمۂ قرآن کو انگریزی میں منتقل کیا۔ یہ کام انہوں نے کویت یونیورسٹی کے زمانۂ قیام میں کیا تھا۔ یہ ترجمہ لاہور اور انگلستان سے شائع ہو چکا ہے۔ پروفیسر موصوف ۱۹۸۰ء میں پاکستان آئے تھے۔ کراچی میں راقم کی ان سے ملاقات ہوئی۔ دورانِ گفتگو انہوں نے فرمایا کہ جب میں ترجمہ مکمل کر چکا تو ایک عیسائی فاضل سے ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ میں اسلام کا مطالعہ کر رہا ہوں، قرآن کریم کے بہت سے انگریزی ترجمے دیکھے مگر دل کو اطمینان نہیں ہوا۔ پروفیسر صاحب نے جواباً فرمایا کہ میں نے ایک ترجمہ کیا ہے اسکو بھی پڑھیں۔ چنانچہ مسودہ اسکو دے دیا گیا۔ جب وہ عیسائی فاضل یہ ترجمہ پڑھ چکا تو اتنا متأثر ہوا کہ مشرف باسلام ہو گیا۔

ڈاکٹر فاطمی صاحب امام احمد رضا کی تصانیف الدولۃ المکیۃ، حسام الحرمین اور کفل الفقیہ کی روشنی میں انگریزی میں متعدد مقالات لکھ رہے ہیں۔ یہ مقالہ "اسلام کا تصورِ علم" کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔

نیو کاسل یونیورسٹی، نیو کاسل

نیو کاسل یونیورسٹی کے ایک فاضل پروفیسر غیاث الدین قریشی نے ایک اہم کام یہ کیا

کہ امام احمد رضا کے مشہور سلام کے ۱۶۹ اشعار کا انگریزی ترجمہ منظوم ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ بعض اضافوں کے ساتھ لاہور سے شائع ہو گیا ہے۔ پروفیسر صاحب دوسرا کام یہ کر رہے ہیں کہ ملفوظاتِ اعلیٰحضرت کو انگریزی میں منتقل کر رہے ہیں چنانچہ وہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:۔

"میں نے اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کے ملفوظات کے پہلے حصّہ کا ترجمہ کرنا شروع کیا ہے، دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ ترجمہ اہل علم و بصیرت کی نظر میں معیاری ثابت ہو۔"

(مکتوب محررہ یکم مارچ ۱۹۸۰ء بنام راقم الحروف)

پروفیسر صاحب نے امام احمد رضا کی شاعری پر ایک مضمون لکھا تھا جو ماہنامہ دی میسیج انٹرنیشنل (کراچی۔ شمارہ مئی ۱۹۸۱ء ص ۳۸۔ ۴۴) میں شائع ہو چکا ہے اس میں وہ ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

(ترجمہ انگریزی)

"شریعت اسلامیہ کے صرف حنفی مکتبِ فکر کے مسائل میں انہوں نے جس ذہن رسا کا ثبوت دیا ہے اس سے وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کو فضل و کمال کی بلند ترین مسند پر بٹھایا جائے وہ جودتِ طبع اور وسعتِ علم کے مالک تھے۔ ان کی نگاہ کی تیزی اور صفائی ایک عظیم ذہن کی خاص علامت ہے۔"

(دی میسیج انٹرنیشنل، مئی ۱۹۸۱ء، ص ۴۴)

پروفیسر غیاث الدین قریشی امام احمد رضا کی کتاب "تمہید ایمان بآیات قرآن" کو انگریزی میں منتقل کیا ہے۔ وہ حدائق بخشش کا بھی انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ ان کے تراجم اور نگارشات رضا اکیڈمی، مانچسٹر کے مجلے، "اسلامک ٹائمز" میں برابر شائع ہو رہی ہیں

برمنگھم یونیورسٹی، انگلستان

پروفیسر غیاث الدین قریشی صاحب کو برمنگھم یونیورسٹی اور نیو کاسل یونیورسٹی سے امام احمد رضا کی مذہبی شاعری پر ڈاکٹریٹ کے لیے پیشکش ملی ہے

موصوف نے برمنگھم یونیورسٹی میں عنوانِ تحقیق :۔

"امام احمد رضا کی مذہبی بست عری"

پیش کیا ہے۔ جو بحمداللہ منظور ہو گیا ہے اور انہوں نے پروفیسر ڈاکٹر ٹرال کی نگرانی میں کام شروع کر دیا ہے۔ ڈاکٹر ٹرال نے برمنگھم یونیورسٹی کی لائبریری میں، امام احمد رضا کی تصانیف اور امام احمد رضا پر کتابوں پر مشتمل ایک سیکشن قائم کرنے کی بھی پیشکش کی ہے۔ چنانچہ ان کو کتابوں کی ایک فہرست پیش کر دی گئی ہے۔

ڈاکٹر ڈبلیو ٹرال کو امام احمد رضا کی حیات و افکار اور ست عری سے جو دلچسپی رہی اس کا اندازہ اس خط سے ہوتا ہے جو انہوں نے برمنگھم یونیورسٹی کے ڈاکٹر جان۔ ایف سائیر کو ارسال کیا ہے۔ یہاں ہم اس مکتوب کا ایک حصہ پیش کرتے ہیں۔

۲ اگست ۱۹۸۶ء

ڈیر پروفیسر سائیر !

آپ کے مکتوب محررہ یکم اگست ۱۹۸۶ء کا نہایت ہی ممنون ہوں۔ میں نے یکم جولائی سے مرکز[۲] میں کام شروع کر دیا ہے۔ پروفیسر غیاث الدین قریشی[۳] کے ریسرچ پراجیکٹ کے بارے میں معلوم کر کے مجھے خوشی ہوئی۔ احمد رضا خاں اور انڈو مسلم بریلوی مکتبِ فکر ایک ایسا موضوع ہے جس سے مجھے دلچسپی رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے

---

(۱) یہ خط برمنگھم یونیورسٹی کے فاضل ڈاکٹر ڈبلیو۔ ٹرال نے نیو کاسل یونیورسٹی کے ڈاکٹر جان۔ ایف۔ سائیر کو ارسال کیا تھا۔

(۲) مرکز مطالعہ اسلام برمنگھم، انگلینڈ

(۳) پروفیسر غیاث الدین قریشی، ادب انگریزی کے استاد ہیں اور برمنگھم، نیو کاسل یونیورسٹی سے منسلک ہیں۔

ن مقام کی زیارت کی ہے جہاں احمد رضا خاں مدفون ہیں جو آج بھی اس مکتب فکر کا ایک مرکز ہے۔ احمد رضا کی اُردو تصانیف اور اُن کے بارے میں کتابیں بھی اپنے ساتھ لایا ہوں۔ کولمبیا یونیورسٹی میں بھی ایک طالبہ احمد رضا خاں کے مذہبی افکار پر کام کر رہی ہیں۔ وہ ہندوستان آئی تھیں۔ اُن سے مجھے کچھ باتیں معلوم ہوئیں اور میں نے بھی اُن کو بعض تجاویز دیں۔ مختصر یہ کہ اس موضوع سے مجھے بہت دلچسپی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا خیال ہے۔ احمد رضا خاں کی مذہبی شاعری پر تحقیق کو مرکوز کیا جائے۔ اس سے ضروری تفصیلات اور توضیحات فراہم ہو جائیں گی۔ اس کے علاوہ اُردو بولنے والے برصغیر پاک و ہند میں ہر دیندار مسلمان شاعر کو اہمیت دیتا ہوں۔ اس لیے شاعری کے بارے میں یہ زاویۂ نگاہ اُن کی معتقداتی ذہنیت کی صاف واضح تصویر پیش کر سکیگا۔ اور یہی وہ کچھ ہوگا جو اس قسم کی تحقیق سے کوئی بھی اُمید رکھ سکتا ہے۔[۱] الخ

---

[۱] آگے چل کر ڈاکٹر ٹرال نے اس موضوع کے متعلق دوسرے اُمور پر گفتگو کی ہے اور یہ پیشکش کی ہے کہ پروفیسر غیاث الدین قریشی اپنے موضوع پر اُن کی نگرانی میں ان کے ادارے سے کام کریں۔ مسعود

ھالینڈ

لیڈن یونیورسٹی. لیڈن

پروفیسر ڈاکٹر جے۔ایم۔ایس بلیان (شعبہ علوم اسلامیہ) لیڈن یونیورسٹی کے سن رسیدہ فاضل ہیں۔ موصوف ۱۹۷۲ء تک امام احمد رضا کی شخصیت اور علمیت سے قطعاً واقف نہ تھے۔ پھر جب راقم نے متوجہ کیا اور انھوں نے فتاوی رضویہ کا مطالعہ کیا تو نہایت ہی متاثر ہوئے۔ مندرجہ ذیل تاثرات سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

"احمد رضا خاں اپنے فتووں میں دلائل و شواہد پیش کرتے وقت جس وسعت مطالعہ کا اظہار فرماتے ہیں۔ میں اس سے بہت ہی متاثر ہوا ہوں۔"

(مکتوب مورخہ ۲۱/ نومبر۱۹۸۶ء)

فقہیات پر احمد رضا خاں کی وسعت علم سے میں بہت ہی متاثر ہوا ہوں۔ بالعموم ان کے خیالات بہت متوازن ہوتے ہیں اور ایک اجنبی قاری کے لئے بھی معقول ہوتے ہیں۔

(مکتوب مورخہ ۱۰/ جون ۱۹۸۷ء)

ڈاکٹر بلیان نے ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا جس کا عنوان ہے۔

"برصغیر کے مسلمانوں کی عائلی زندگی میں عورت کا مقام"

(بیسویں صدی کے مجموعہ ہائے فتاوی کی روشنی میں)

اس مقالے میں متعدد مقامات پر فتاویٰ رضویہ کے حوالے موجود ہیں۔ یہ مقالہ جولائی ۱۹۸۶ء میں ہائیڈل برگ یونیورسٹی (مغربی جرمنی) میں ایک علمی کانفرنس میں پیش کیا تھا۔

ڈاکٹر علیان بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے لیے ۱۹۸۷ء میں پاکستان آئے تھے۔ ایک روز کے لیے ٹھٹھہ بھی آئے۔ امام احمد رضا پر راقم نے جو ذخیرہ جمع کیا ہے اس کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔

ڈاکٹر علیان نے ہنگری کے دارالخلافہ بڈاپسٹ میں بھی ایک بین الاقوامی کانفرنس میں مقالہ پیش کیا تھا۔ اس میں بھی امام احمد رضا کی تصانیف سے متعدد حوالے دیئے ہیں۔ اس کا عنوان ہے:۔

"مقبول عام تمدن پر علماء ہند کی آراء"

اسی طرح ساؤتھ ایشین اسٹڈیز سنٹر کے ڈائریکٹر پروفیسر مارک گاربوریو کی دعوت پر پیرس (فرانس) میں ایک مقالہ پڑھا جس کا عنوان تھا:۔

"دہابیہ کے خاص خاص موضوعات اور پاک و ہند کے مفتی"

اس مقالے میں کئی مقامات پر فتاویٰ رضویہ اور امام احمد رضا کی دیگر تصانیف کے حوالے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

سعودی عرب

محمد بن سعود یونیورسٹی، ریاض

محمد بن سعود یونیورسٹی کے پروفیسر کلیۃ الشریعۃ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ امام احمد رضا سے متاثر نظر آتے ہیں۔ الجامعۃ الاشرفیہ (مبارک پور، بھارت) کے استاذ مولانا محمد یسین اعظمی کو موصوف نے بتایا کہ وہ ایک دوست کے ساتھ سفر پر تھے جو فتاوےٰ رضویہ کا مطالعہ کر رہے تھے۔ فتاوےٰ رضویہ کا ایک عربی فتوےٰ انہوں نے بھی مطالعہ کیا ——— پھر کیا ہوا؟

"عبارت کی روانی اور کتاب و سنت و اقوالِ سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران و ششدر رہ گیا اور اس ایک فتوے کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر لی کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے۔"

(محمد یسین اعظمی: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، مطبوعہ الہ آباد ۱۹۰۷ء، ص ۹۵)

مصر

ازہر یونیورسٹی قاہرہ

ازہر یونیورسٹی کے ایک اہل حدیث فی حنش ڈاکٹر محی الدین الوائی نے عربی میں امام احمد رضا پر ایک مقالہ لکھا تھا جو قاہرہ کے مشہور جریدے "صوت الشرق" (شمارہ فروری ۱۹۷۰ء ص ۱۶، ۱۷) میں شائع ہوا تھا۔ اس میں انہوں نے نہایت جامعیت کے ساتھ امام احمد رضا کے حالات اور ان کے علمی آثار پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

(ترجمہ عربی) مولانا احمد رضا خاں کی تصنیفات تقریباً پچاس فنون میں ہیں۔

جن فنون پر آپ نے مدلل اور لاتعداد تصنیفات کی ہیں ان میں سب سے زیادہ نادر علم زیجات (وہ جدول جن سے تاروں کی رفتار پہچانی جاتی ہے) وجبر ومقابلہ وعلم لوگارثم (علم المربعات الارض) ہے۔ مولانا احمد رضا خاں نے اپنی زندگی میں جن فتاوے شرعیہ کو صادر فرمایا انہیں کتابی شکل میں جمع کر لیا گیا ہے تقریباً بارہ جلدوں میں مشتمل ہے جس کا نام "فتاوے رضویہ" ہے۔

(بحوالہ المیزان۔ امام احمد رضا نمبر۔ ص ۵۵۵)

افغانستان

کابل یونیورسٹی. کابل

کابل یونیورسٹی کے ایک جہاں دیدہ استاذ پروفیسر عبدالشکور شاد، اراکین مجلس رضا لاہور کے نام ایک مکتوب میں امام احمد رضا کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"علامہ موصوف کی تحقیقی کاوشیں اس قابل ہیں کہ تاریخ ثقافت اسلامی ہندوستان و پاکستان میں بالتفصیل ثبت ہوں اور تاریخ علم و فرہنگ افاغنہ اور آریانہ دائرہ المعارف کو لازم ہے کہ اسماء گرامی کو ساری مولفات کے ساتھ اپنے اوراق میں محفوظ کرلے"۔

(محمد مقبول احمد: پیغامات یوم رضا، مطبوعہ لاہور، ص ۳۳)

اختتامیہ!

پیش نظر مقالہ "امام احمد رضا اور عالمی جامعات" ۱۹۸۲ء میں قلمبند کیا گیا تھا جو دائرہ تحقیقات امام احمد رضا۔ کراچی نے اپنے سالنامہ معارف رضا (۱۹۸۲ء) میں شائع کرایا تھا۔ اس وقت یہ مقالہ نہایت مختصر تھا۔ پھر جب کتابی صورت میں اس کی اشاعت کا خیال آیا تو مزید اضافے کیے گئے اور یہ مقالہ کئی گنا بڑھ گیا۔ گزشتہ تین چار سال سے یہ مقالہ کتابت کے مرحلے سے گزر تا رہا۔ چونکہ عالمی سطح پر امام احمد رضا پر تحقیق کرنے والوں کا راقم سے رابطہ رہتا ہے اس لئے روز بروز معلومات میں اضافہ ہوتا

رہا. کتابت کی ترتیب بدلتی رہی اور تاخیر ہوتی گئی۔ اب ۱۹۹۰ء میں جب کتابت مکمل ہو کر آئی تو پھر کتابت کی ترتیب بدلنے کی بجائے یہی مناسب خیال کیا گیا کہ مزید معلومات بعنوان انتظاریہ بطور ضمیمہ شامل کردی جائیں، سو یہ انتظاریہ پیش خدمت ہے:۔

ا۔ جامعہ ملیہ کالج۔ نئی دہلی

مفتی دہلی اور اس کالج کے استاد مفتی محمد مکرم احمد صاحب نے ایک تحقیقی مقالہ مندرجہ ذیل عنوان پر قلم بند کیا:۔

فتاوی رضویہ اور فتاوی رشیدیہ کا تقابلی مطالعہ

یہ مقالہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا. کراچی نے ۱۹۹۰ء میں شائع کردیا ہے۔

۲۔ ہندو یونیورسٹی. بنارس

مولانا طیب علی رضا مصباحی ڈاکٹر قمر جمال کی نگرانی میں مندرجہ ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں:۔

"امام احمد رضا ----- حیات اور کارنامے"

۳۔ دیوی اہلیہ یونیورسٹی. اندور

محمد عبدالعلیم رضوی. ڈاکٹر خلیل احمد صدیقی کی نگرانی میں امام احمد رضا کی اردو شاعری پر ایم۔اے کے لئے مونوگراف لکھ رہے ہیں۔

۴۔ کراچی یونیورسٹی. کراچی

پروفیسر سید رئیس احمد مندرجہ ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں:۔

"امام احمد رضا اور عائلی قانون"

اسی یونیورسٹی سے آنسہ تنظیم امام احمد رضا کی اردو شاعری پر ایم۔اے کے لئے مونوگراف لکھ رہی ہیں:۔

اسی یونیورسٹی کے پروفیسر محمد جلال الدین نوری نے عربی زبان میں مندرجہ ذیل عنوان پر مقالہ لکھا:۔

الخطوط الرئیسہ للا قتصاد الا سلامی

یہ مقالہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے شائع کیا اور بغداد کی ایک عالمی کانفرنس میں تقسیم کیا گیا۔

۵۔ پنجاب یونیورسٹی، لاہور

پروفیسر حافظ محمد رفیق احمد صاحب امام احمد رضا کی عربی شاعری پر اس یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

۶۔ راقم نے مندرجہ ذیل تحقیق اداروں کے لئے امام احمد رضا پر دو تحقیق مقالات قلمبند کرکے ارسال کئے۔

(ا) مجمع الملکی لبحوث الحضارہ الاسلامیہ، عمان (اردن)

(ب) انسائیکلوپیڈیا اسلامیکا فاونڈیشن، تہران (ایران)

۷۔ جامعہ امام احمد رضا

یہ جامعہ شیواجی نگر، گونڈی (بھارت) میں قائم ہو رہی ہے جس کا ذریعہ تعلیم عربی ہوگا۔

اختتامیہ

المختصر امام احمد رضا کی شخصیت اور افکار پر دنیا کی بہت سی یونیورسٹیوں کے

کے ذخیرہ سے اظہارِ خیال کیا ہے اور بعض محققین نے تحقیقی کام کیے ہیں اور بعض کر رہے ہیں۔ امام احمد رضا کی نگارشات اور حالات و افکار یونیورسٹی اور تعلیمی بورڈوں کے نصاب میں شامل ہیں۔ چنانچہ سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد کے ایم۔ اے (اردو) کے نصاب میں امام احمد رضا کا قصیدۂ نوریہ شامل ہے۔ اس طرح پاکستان کے تمام بورڈوں کے نصاب میں سالِ رواں سے "مطالعہ پاکستان" کے لازمی مضمون کے نصاب میں امام احمد رضا کے حالات و افکار کو شامل کیا گیا ہے۔ پاکستان کے (سابق) مرکزی وزیر تعلیم خان محمد خاں آف ہوتی امام احمد رضا کے حالات و افکار اور علمی آثار سے بخوبی واقف ہیں انہوں نے ۱۹۸۰ء میں "یوم رضا" کے موقع پر راولپنڈی کے اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> "اعلیٰ حضرت کی دینی اور ملی خدمات کو دیکھ کر حرم پاک کے عظیم عالم سید خلیل مکی نے انہیں "چودھویں صدی کا مجدد" کہا اور یہ نعرہ اہلِ سنت کا نعرہ بن گیا ــــ لبنان کے شہرۂ آفاق مفکر علامہ یوسف نبہانی نے انہیں "امام کبیر" کے لقب سے نوازا ــــ جن حضرات نے اعلیٰ حضرت کی گراں مایہ کتب کا مطالعہ کیا ہے اور ان کے وسیع المطالعہ شخصیت کو ملاحظہ کیا ہے اور ان کے وسعتِ علمی کے سمندر میں غوطہ زنی کی کوشش کی ہے۔ ....، وہ یقیناً علامہ مکی اور علامہ نبہانی کی آراء کی تائید کرتے ہیں ــــــ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ انسان اربعہ عناصر سے مرکب ہے مگر اعلیٰحضرت کا خمیر تین عناصر سے اٹھا تھا اور وہ ہیں، علم ــ عمل ــ اور محبتِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم"
>
> (ہفت روزہ افق کراچی، شمارہ ۶ رفروری ۱۹۸۰ء ص ۳۱)

وزیر تعلیم کے اس بیان کی روشنی میں ــ ہماری جامعات کو امام احمد رضا کی طرف پوری توجہ دینی چاہیئے۔ ان کے علمی آثار کو سینے ہاں ..... محفوظ کر لینا چاہیئے اور ان کے مختلف گوشوں کو موضوعِ تحقیق بنانا چاہیئے۔ اس سلسلے میں راقم نے محققین کی سہولت کے لیے امام احمد رضا کی سوانحی انسائیکلوپیڈیا کی پندرہ جلدوں کے

لئے ایک خاکہ مرتب کیا ہے جو ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے شائع کر دیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام احمد رضا اور عالمی جامعات

۱۹۹۰ء۔۔۔۱۹۹۷ء

ضمیمہ

مرتبہ

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

(زیر نگرانی مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

ادارہ مسعودیہ، ۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

-----O-----

امام احمد رضا پر ۱۹۶۸ء سے تحقیق کا جو سلسلہ شروع ہوا۔ ابتک جاری ہے بلکہ جوں جوں وقت گزرتا جارہا ہے۔ اس میں تیزی آرہی ہے---- امام احمد رضا کی شخصیت اور فکر و فن پر کئی فضلاء ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں اور کئی اسکالرز ایم۔فل کر چکے ہیں---- غالباً امام احمد رضا ہی دنیا میں وہ واحد شخصیت ہیں جن پر اس قدر فضلاء نے پی۔ایچ۔ڈی اور ایم۔فل کیا ہے اور مسلسل کر رہے ہیں---- اس سے امام احمد رضا کی ہمہ گیر شخصیت اور فکر و فن کی بے پناہ وسعت کا اندازہ ہوتا ہے---- ان پر ہونے والی تحقیقات پیش کرنے کیلئے تو دفتر چاہیئے---- تاہم ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی اپنے سالانہ "مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس" اور مجلس رضا لاہور ماہنامہ "جہان رضا" میں وقتاً فوقتاً تفصیلات شائع کرتے رہتے ہیں-----

"امام احمد رضا اور عالمی جامعات" کے عنوان سے پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے ۱۹۸۲ء میں مقالہ قلمبند کیا جسے ادارہ تحقیقات "امام احمد رضا" کراچی نے اپنے سالانہ مجلّہ معارف رضا (۱۹۸۲ء) میں شائع کیا---- پھر ۱۹۹۰ء میں بعض اضافات کے ساتھ رضا انٹرنیشنل اکیڈمی۔ صادق آباد۔ نے اسے کتابی صورت میں شائع کیا---- چونکہ عالمی سطح پر امام احمد رضا کے حوالے سے تحقیق میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے لہٰذا اب ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۷ء تک کی معلومات سابقہ مقالے کے ساتھ بطور ضمیمہ پیش خدمت ہیں-----

کراچی .یونیورسٹی. کراچی

-----○-----

کراچی یونیورسٹی کے شعبہ ارضیات کے استاد پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اسی یونیورسٹی سے مسعود ملت کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کرلی ہے۔

"کنزالایمان اور دوسرے معروف اردو قرآنی تراجم کا تقابلی جائزہ"

یہ مقالہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی عنقریب دو جلدوں میں شائع کریگا-----

پروفیسر محمد اسحاق مدنی (استاد وفاقی گورنمنٹ اردو آرٹس کالج. کراچی) مسعود ملت کی نگرانی میں اسی یونیورسٹی سے بدستور ڈاکٹریٹ کا مقالہ تیار کرنے میں مصروف ہیں. ان کا عنوان ہے:۔

"برصغیر کی سیاسی تحریکات میں فتاوی رضویہ کا حصہ"

پروفیسر سید رئیس احمد (استاد شعبہ علوم اسلامی. جامعہ کراچی) اسی شعبہ کے استاد پروفیسر ڈاکٹر محمد جلال الدین نوری کی نگرانی میں مندرجہ ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

"امام احمد رضا اور عائلی قوانین"

نگران موصوف کی سرپرستی میں ایک اور فاضل محمد حسن امام (لکچرار. وفاقی گورنمنٹ اردو کالج. کراچی) اسی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔ عنوان ہے۔

کنز الایمان

اور دیگر معروف قرآنی اردو تراجم

(ایک تحقیقی و تقابلی مطالعہ)

ڈاکٹر مجید اللہ قادری (گولڈ میڈلسٹ)

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ ارضیات، جامعہ کراچی

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (رجسٹرڈ) پاکستان

"تحریک پاکستان میں خلفاء امام احمد رضا کا کردار"

. ترک ولی محمد قادری (ایڈووکیٹ) کراچی . یونیورسٹی سے پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری (استاد شعبہ ارضیات) کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کیلئے درج ذیل عنوان پر خاکہ تیار کر رہے ہیں:۔

"برصغیر کی اصلاح معاشرہ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے فکری زاویوں کا تحقیقی جائزہ"

مولانا منظور احمد سعیدی (امام رحمانیہ مسجد کراچی) اسی یونیورسٹی سے مسعود ملت کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کا خاکہ تیار کر رہے ہیں-----

"مولانا احمد رضا خاں کی علوم حدیث میں خدمات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ"

اسما نظام (لکچرار . اردو کالج . کراچی) کراچی یونیورسٹی شعبہ اردو کے استاد پروفیسر ڈاکٹر یونس حسنی کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر ایم۔ فل کر رہی ہیں۔

"اردو نثر کے فروغ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا حصہ"

کراچی یونیورسٹی . سے عاصم سعید خاں نے پروفیسر سید رئیس احمد (استاذ شعبہ علوم اسلامی) کی نگرانی میں ایم۔اے فائنل اسلامیات کیلئے درج ذیل عنوان پر مقالہ لکھا----

"امام احمد رضا بحیثیت مسلم مفکر"

جبکہ آنسہ تہمینہ ایوب نے مندرجہ ذیل عنوان پر مقالہ لکھا۔

"فقہ اسلامی کی تدوین میں امام احمد رضا کا حصہ"

پروفیسر عاشق حسین چغتائی (استاذ گورنمنٹ سکنڈری اسکول، لانڈھی، کراچی) ڈاکٹر عبدالرشید (صدر شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی) کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔ ان کا عنوان ہے۔

"امام احمد رضا بریلوی کی دینی خدمات"

-----O-----

ہمدرد یونیورسٹی (مدینۃ الحکمۃ)، کراچی

ہمدرد یونیورسٹی، کے چانسلر حکیم محمد سعید، نے ۱۹۸۸ء، میں ایک تحقیقی مقالہ بعنوان

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی طبی بصیرت"

قلم بند کیا تھا جسے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے اپنے سالنامہ معارف رضا (۱۹۸۹ء) میں شائع کیا----- ڈاکٹر سید خضر نوشاہی (مدیر شعبہ مخطوطات) نے امام احمد رضا کانفرنس کراچی ۱۹۹۴ء میں درج ذیل عنوان پر مقالہ پیش کیا جسے سالنامہ معارف رضا (۱۹۹۵ء) میں شائع کیا گیا-----

"اعلیٰ حضرت اور فن تاریخ گوئی"

پروفیسر مولانا فضل القدیر ندوی (استاذ ہمدرد یونیورسٹی، کراچی) نے امام احمد رضا کانفرنس کراچی ۱۹۹۳ء میں ایک تحقیقی مقالہ بعنوان

"کنز الایمان و خزائن العرفان کا جائزہ"

پیش فرمایا جو کہ معارف رضا ۱۹۹۴ء کی زینت ہے----

سندھ یونیورسٹی، جامشورو (حیدر آباد، سندھ)

-----O-----

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد عبدالباری صدیقی (لیکچرر، جامعہ ملیہ کالج، کراچی) نے پروفیسر ڈاکٹر مدد علی قادری (سابق صدر، شعبہ عربی، سندھ، یونیورسٹی) کی نگرانی میں سندھی زبان میں درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر لیا ہے----

"حضرت احمد رضا بریلوی جا حالات، افکار ء اصلاحی کارناما" (سندھی)

محترمہ تنظیم الفردوس، ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی سرپرستی میں اسی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر رہی ہیں ان کا عنوان ہے۔

"مولانا احمد رضا خاں کی نعتیہ شاعری کا تاریخی اور ادبی جائزہ"

اسی یونیورسٹی سے پروفیسر انوار احمد (استاذ شعبہ اسلامیات، سندھ، یونیورسٹی) پروفیسر ایس۔ایم۔سعید (ڈین فیکلٹی آف اسلامک کلچر) کی سرپرستی میں فاضل بریلوی کی فقہی خدمات کے حوالے سے درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی فقہی خدمات کا تحقیقی جائزہ"

پروفیسر ڈاکٹر عبدالجبار جونیجو (رئیس، کلیہ فنون، سندھ، یونیورسٹی) نے امام احمد رضا کانفرنس کراچی ۱۹۹۳ء میں درج ذیل عنوان پر ایک تحقیقی مقالہ پڑھا جو سالانہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۴ء اور روزنامہ جنگ کراچی کے امام احمد رضا ایڈیشن ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا۔

"امام احمد رضا اور تجدید و احیا دین"

موصوف "حدائق بخشش" کے سندھی ترجمہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق ابڑو (سابق ڈائریکٹر آف کالجز۔ سندھ) نے بھی درج ذیل عنوان پر تحقیقی مقالہ تحریر فرمایا جو سالانہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس کراچی ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا ہے۔

"اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی شخصیت اور ان کا فارسی کلام"

اسلامیہ یونیورسٹی ۔ بہاولپور

-----O-----

پروفیسر محمد امجد۔ اس یونیورسٹی سے امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں-----

پروفیسر مسرت واجد (لکچرار شعبہ زبان و ادبیات فارسی۔ اسلامیہ یونیورسٹی۔ بہاولپور) امام احمد رضا کے درج ذیل رسائل پر تحقیقی کام کر رہی ہیں۔ نیز ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے نام ایک مکتوب میں انہوں نے اس امر کا بھی اظہار کیا کہ وہ ان رسائل کا ترجمہ بھی کریں گی-----

O----- البدوونی اوج الجذور

O----- تاج توقیت

O----- رویت الہلال

O----- البرھان القویم

پنجاب یونیورسٹی ، لاہور

-----O-----

سید شاہد نورانی (پرنسپل علی پبلک اسکول اینڈ کالج لاہور) نے جامعہ پنجاب سے ایم۔ایڈ کیلئے درج ذیل عنوان پر مقالہ لکھا:۔

"اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی علمی خدمات"

یہ مقالہ ادارہ معارف رضا لاہور نے کتابی صورت میں شائع کر دیا ہے۔
موصوف آجکل پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (صدر شعبہ عربی ، جامعہ پنجاب) کی نگرانی میں فاضل بریلوی کی عربی شاعری کے حوالے سے درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں-----

"الشیخ احمد رضا شاعرا مع تدوین دیوان العربی"

حافظ محمد سلیم نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے ، اسلامیات کیلئے امام احمد رضا پر مقالہ پیش کیا-----

پروفیسر ڈاکٹر محمد مظفر عالم (صدر شعبہ ، اردو اسلامیہ کالج ، فیصل آباد) نے "اردو میلاد نامے" کے عنوان پر پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا ہے جس میں انہوں نے امام احمد رضا کے حوالے سے درج ذیل عنوان پر ایک الگ باب قائم کیا ہے۔

"مولانا احمد رضا خاں کی میلاد نگاری"

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے اپنے سالانہ "معارف رضا" (۱۹۹۵ء) میں یہ حصہ شائع کیا ہے-----

قسم اللغة العربية
جامعة بنجاب لاهور

خطة البحث للدكتوراة

الشيخ أحمد رضا شاعراً

مع

تدوين ديوانه العربي من بين ست مئة بيت عربي عُثر عليه

اعداد وتقديم
سيد شاهد علي نوراني
ماجستير اللغة العربية

إشراف
فضيلة الدكتور الاستاذ
ظهور احمد أظهر
رئيس قسم اللغة العربية
جامعة بنجاب لاهور

پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی (استاذ گورنمنٹ کالج. شیخوپورہ) پنجاب یونیورسٹی. سے درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں

"مولانا احمد رضا خاں اور رد بدعات"

گجرات (کھاریاں) کے مولانا محمد سعید قادری بھی امام احمد رضا کے حوالے سے پنجاب یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

پروفیسر مولانا محمد اشفاق جلالی (لیکچرار گورنمنٹ کالج. لاہور) امام احمد رضا کی تصنیف الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی پر پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (صدر شعبہ عربی. پنجاب. یونیورسٹی) کی نگرانی میں پنجاب یونیورسٹی. سے ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں-----

پروفیسر قاری محمد رفیق (استاذ اسلامیہ کالج. لاہور) امام احمد رضا کے بخاری شریف پر حواشی کے حوالے سے ڈاکٹریٹ. کی تیاری کر رہے ہیں-----

امام احمد رضا کے خلیفہ مولانا محمد ظفرالدین قادری نے امام احمد رضا کی تصانیف سے احادیث جمع کر کے صحیح البہاری کے نام سے چھ مجلدات میں ایک مجموعہ احادیث مرتب کیا تھا جس کی دوسری جلد بمبئی سے شائع ہوئی۔ ایک عرصے بعد حیدرآباد. سندھ سے بھی شائع ہوئی۔ (۱۹۹۲ء. صفحات ۹۶۰)۔ پہلی جلد کا مخطوطہ جامعہ نظامیہ رضویہ. لاہور کے رضا فاونڈیشن میں زیر تدوین ہے۔ مدرسہ جامعہ رضویہ. لاہور کے استاد شعبہ تجوید و قرات و حفظ قاری محمد سعید ظفر پنجاب یونیورسٹی. لاہور سے ایم۔اے (عربی) کے پانچویں پرچے کے لئے صحیح البہاری پر مونوگراف لکھ رہے ہیں۔

جامعہ نظامیہ رضویہ ۔لاہور

-----O-----

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے شعبہ تحقیق رضا فاونڈیشن" نے علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی نگرانی میں امام احمد رضا کا فتاوی

"المطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ"

کو جدید انداز میں ترتیب کے بعد عربی و فارسی عبارات کے تراجم اور حوالاجات کی جامع تخریج کے بعد اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ جدید تدوین کے بعد اب تک فتاوی رضویہ کی بارہ جلدیں شائع کی جاچکی ہیں جو کہ اصل فتاوی کی پونے پانچ جلدوں پر مشتمل ہیں۔ خیال ہے کہ تکمیل پر تقریبا چھتیس (٣٦) جلدیں تیار ہوجائیں گی-----

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ۔اسلام آباد

-----O-----

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی۔ اسلام آباد کے شعبہ "ادارہ تحقیقات اسلامی" کے پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد طفیل نے امام احمد رضا کے فتاوی کے حوالے سے درج ذیل عنوانات پر تحقیقی مقالات لکھے ہیں۔

---"قرآن حکیم ۔فتاوی رضویہ کا اولین مأخذ"

---"فتاوی رضویہ کے فقہی مصادر"

یہ مقالات ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے "معارف رضا" میں شائع کیے ہیں-----

اسی شعبہ کے ایک اور ریسرچ اسکالر، پروفیسر علامہ جی۔اے۔ حق۔ محمد نے بھی تحقیقی مقالہ لکھا ہے جو کہ سالنامہ "معارف رضا" "۱۹۹۷ء" میں شائع ہوا ہے----- موصوف فتاویٰ رضویہ کی از سرنو ترتیب و پیرا بندی کا کام بھی کر رہے، آپ اب تک تین جلدوں پر کام کر چکے ہیں۔

اس یونیورسٹی سے شائع ہونے والے بین الاقوامی تحقیقی سہ ماہی مجلّہ "فکر و نظر" کے مدیر پروفیسر ڈاکٹر ساجد الرحمن نے بھی امام احمد رضا پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا ہے جو کہ عنقریب ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی سے شائع کر رہا ہے-----

ملک معراج خالد (ریکٹر انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد) نے امام احمد رضا کے فتاویٰ رضویہ پر اس یونیورسٹی سے تحقیقی کام شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے امام احمد رضا کو خراج تحسین پیش کرنے کی غرض سے خصوصی طور پر امام احمد رضا کانفرنس اسلام آباد "۱۹۹۶ء" میں بحیثیت صدر محفل شرکت کی-----

سید عتیق الرحمن شاہ بخاری، ایم۔اے (عربی) اسی یونیورسٹی سے درج ذیل عنوان پر مقالہ کی تیاری کر رہے ہیں۔

"الامام احمد رضا و آثاره الادبيه باللغة العربيه، نثرا و نظما"

پشاور یونیورسٹی، پشاور

-----O-----

مولانا فیض الحسن فیضی، پشاور یونیورسٹی، پشاور سے ایم فل کیلئے درج ذیل عنوان پر مقالہ لکھ رہے ہیں۔

"امام احمد رضا کی عربی خدمات"

ڈاکٹر راج ولی شاہ خٹک (ڈائریکٹر. پشتو اکیڈمی. پشاور یونیورسٹی) نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے نام ایک مکتوب میں فاضل بریلوی کو یوں خراج تحسین پیش کیا ہے-----

"شاہ احمد رضا خاں اور ان کے قبیلہ بڑیچ نے دین اور ملت کے ناموس کی خاطر جو خدمات انجام دی ہیں یا موجودہ دور میں ان کی شروع کی گئی تحریک جو خصوصیات رکھتی ہیں ان کو سمجھنے کے لئے میرے خیال میں اس کتاب (شاہ احمد رضا خاں بڑیچ افغانی) کا مطالعہ ضروری ہے"۔

(مکتوب محررہ ۷ دسمبر ۱۹۹۶ء)

مسلم یونیورسٹی. علی گڑھ

-----O-----

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین میاں مارہروی (استاذ شعبہ اردو) امام احمد رضا کے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" کے مختلف ایڈیشنوں کی روشنی میں ایک ضخیم ایڈیشن کی ترتیب میں کوشاں ہیں۔

مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر محمد نسیم صدیقی ۱۹۹۱ء میں کراچی آئے تو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے ایک وفد نے ان سے ملاقات کی اور ادارہ کی تحقیقی مطبوعات پیش کیں. اس موقع پر ڈاکٹر موصوف نے فرمایا کہ امام احمد رضا کی علمی خدمات پر ضرور تحقیقی کام ہونا چاہئے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ایسے ریسرچ ورک میں ہر ممکن تعاون کریگی-----

پروفیسر محمود حسین بریلوی (لکچرار. بریلی کالج روہلکھنڈ یونیورسٹی بریلی) نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے درج ذیل عنوان پر ایم۔ فل کا مقالہ لکھا ہے۔

مولانا احمد رضا خاں

کی

عربی زبان و ادب میں خدمات

مساهمة الشيخ احمد رضا خان في اللغة العربية وادبها

مقالہ

برائے ایم۔ فل (عربی)

نگران:

ڈاکٹر عبدالباری
ہیڈ شعبہ عربی

محمود حسین
ریسرچ اسکالر

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۱۹۹۰

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی عربی ادب میں خدمات"

روہیل کھنڈ یونیورسٹی، بریلی

-----O-----

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (ڈائریکٹر الرضا اسلامک اکیڈمی، بریلی) نے درج ذیل عنوان پر روہیل کھنڈ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کر لیا ہے۔

"اردو نعت گوئی کی تاریخ میں مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی کا مقام و مرتبہ"

ڈاکٹر موصوف امام احمد رضا پر کئی تحقیقی مقالات لکھ چکے ہیں، ان کی خدمات کے اعتراف میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے انھیں "امام احمد رضا گولڈ میڈل ریسرچ ایوارڈ" بھی پیش کیا ہے

مولانا مختار احمد بہیڑوی، درج ذیل عنوان پر پروفیسر وسیم بریلوی (صدر شعبہ اردو، روہیل کھنڈ یونیورسٹی بریلی) کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں-----

"امام احمد رضا کی اردو نثر نگاری"

پروفیسر موصوف ہی کی سرپرستی میں ایک اور اسکالر امام احمد رضا کے بھائی مولانا حسن رضا خاں بریلوی پر درج ذیل عنوان سے ڈاکٹریٹ کر رہی ہیں۔

"مولانا حسن رضا خاں بریلوی کی شاعری"

اسی یونیورسٹی سے مجیب احمد رضا، امام احمد رضا کے چھوٹے صاحبزادہ مولانا مصطفےٰ رضا خاں پر، پروفیسر ڈاکٹر نظامی (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو) کی سرپرستی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں، عنوان یہ ہے۔

"مفتی اعظم ہند مولانا مصطفٰے رضا خاں کی شاعری"

لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ

-----O-----

لکھنؤ سے مولانا نذیر حیات خاں قادری نے ایک مکتوب کے ذریعہ اطلاع دی ہے کہ وہ لکھنؤ یونیورسٹی سے امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ کی تیاری کر رہے ہیں-----

پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ

-----O-----

ڈاکٹر حسن رضا خاں اعظمی نے امام احمد رضا کی فقہی خدمات کے حوالے سے ۱۹۷۹ء میں پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ سے ڈاکٹریٹ کیا تھا۔ چنانچہ اس یونیورسٹی کو پوری دنیا میں یہ اعزاز حاصل ہے کہ سب سے پہلے فاضل بریلوی پر تحقیقات کا سلسلہ یہیں سے شروع ہوا-----

ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی نے یہ خبر شائع کی ہے کہ پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ سے سید ذوالفقار علی نامی ایک اسکالر امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں-----

مگدھ یونیورسٹی، گیا (ہندوستان)

-----O-----

مولانا غلام جابر مصباحی درج ذیل عنوان پر پروفیسر علیم اللہ حالی (صدر شعبہ اردو، مگدھ یونیورسٹی، گیا) کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں-----

"امام احمد رضا اور ان کے مکتوبات"

بہار یونیورسٹی، مظفرپور (بھارت)

-----O-----

مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد گزشتہ چالیس سال (۱۹۵۷ء/۱۹۹۷ء) سے مسلسل لکھ رہے ہیں۔ امام احمد رضا پر برابر پچیس سال (۱۹۷۰ء/۱۹۹۵ء) لکھتے رہے۔ رضویات پر ان کی نگارشات کی تفصیلات محمد عبدالستار، طاہر، لاہور نے اپنی کتاب مسعود ملت اور رضویات۔ (لاہور ۱۹۹۶ء) میں جمع کر دی ہیں۔ علم و دانش خصوصاً رضویات پر ان کی خدمات کے اعتراف میں مولانا اعجاز انجم لطیفی (استاذ دارالعلوم منظر اسلام، بریلی) نے مسعود ملت کے حالات و علمی آثار پر پروفیسر فاروق احمد صدیقی کی نگرانی اور ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی کی رہنمائی میں پی۔ایچ۔ڈی کے لئے مقالہ قلم بند کیا ہے۔ جو یونیورسٹی میں داخل کر دیا گیا ہے۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی (شمارہ جنوری ۱۹۹۸ء) کے مطابق فاضل موصوف کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری عنقریب ملنے والی ہے۔

ویر کنور سنگھ یونیورسٹی، آرہ بہار

-----O-----

محمد امجد رضا قادری، ویر کنور سنگھ یونیورسٹی، آرہ بہار سے پروفیسر طلحہ برق رضوی کی نگرانی میں درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

"امام احمد رضا کی فکری تنقیدیں"

بمبئی یونیورسٹی . بمبئی

-----O-----

سید محمد عارف علی رضوی . بمبئی یونیورسٹی . بمبئی سے درج ذیل عنوان پر ڈاکٹر نظام الدین گوریکر (ڈائریکٹر انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹیٹیوٹ . بمبئی یونیورسٹی . بمبئی) کی سرپرستی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں-----

"اردو کے اصلاحی ادب میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا حصہ"

کانپور یونیورسٹی . کانپور

-----O-----

ڈاکٹر سراج احمد بستوی نے پروفیسر سید ابو الحسنات حقی (صدر شعبہ اردو . کانپور یونیورسٹی) کی سرپرستی میں درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر لیا ہے-----

"مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی نعتیہ شاعری"

موصوف نے امام احمد رضا کے رسائل "حقوق والدین" اور "مزارات پر عورتوں کی حاضری" کا ہندی میں ترجمہ بھی کیا ہے۔

ہندو یونیورسٹی، بنارس

-----O-----

طیب علی رضا، ہندو یونیورسٹی، بنارس سے ڈاکٹر قمر جہاں (صدر شعبہ اردو، ہندو یونیورسٹی بنارس) کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔ ان کا عنوان ہے-----

"امام احمد رضا خاں، حیات اور کارنامے"

مولانا غلام یحییٰ مصباحی نے ہندو یونیورسٹی بنارس سے امام احمد رضا کے شاگرد و تلامذہ اور فیض یافتہ علماء کی خدمات کے حوالے سے درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر لیا ہے----- آپ نے ڈاکٹر حنیف نقوی (صدر شعبہ اردو) کی نگرانی میں کام کیا۔

"بریلوی علماء کی ادبی خدمات"

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا یہ مقالہ کراچی سے شائع کر رہا ہے----- مولانا عبد المجتبیٰ رضوی بھی ہندو یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی تیاری کر رہے ہیں۔ آپ اس سے قبل ایک تاریخی و تحقیقی مقالہ "تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ" لکھ چکے ہیں-----

میسور یونیورسٹی، میسور، کرناٹک

-----O-----

مولانا غلام مصطفیٰ نجم القادری، ڈاکٹر جہاں آراء بیگم (صدر شعبہ اردو،

تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ، ڈی

بریلوی علما کی ادبی خدمات

پیش کردہ

غلام یحییٰ

اندراج نمبر ۱۸۲۲۰۳

Enrol. No. 182203

نگراں

ڈاکٹر رفعت جمال

لکچرر شعبۂ اردو

بنارس ہندو یونیورسٹی ، وارانسی

میسور یونیورسٹی) کی نگرانی میں میسور یونیورسٹی، میسور کرناٹک سے درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کر رہے ہیں۔

"امام احمد رضا کا تصور عشق"

کلبار یونیورسٹی، کلبار

-----O-----

پروفیسر سعید احمد ایم (لیب، نچارج، ہندو کالج کرناٹک) امام احمد رضا کی اردو ادب میں خدمات کے حوالے سے کلبار یونیورسٹی، کلبار سے ڈاکٹریٹ کرنے کیلئے تحقیقی مقالہ تیار کر رہے ہیں۔ ان کا عنوان ہے۔

"امام احمد رضا بریلوی کی اردو ادب میں خدمات کا جائزہ"

پورنیہ یونیورسٹی، پورنیہ، کرناٹک

-----O-----

محمد جاوید رضوی نے کرناٹک ہندوستان سے ایک مکتوب کے ذریعہ اطلاع دی ہے کہ وہ پورنیہ یونیورسٹی سے فاضل بریلوی پر ڈاکٹریٹ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ موصوف آجکل اپنے موضوع کے اعتبار سے کتب جمع کرنے میں مصروف ہیں۔ انشاء اللہ العزیز عنقریب ان کا رجسٹریشن ہو جائے گا۔

ہمدرد یونیورسٹی، نیو دہلی

-----○-----

پروفیسر ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم (استاد، شعبہ تقابل ادیان، اسلامک اسٹڈیز ہمدرد یونیورسٹی، نیو دہلی) نے ایک تحقیقی مقالہ سپرد قلم فرمایا جسے پاکستان سے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے اور ہندوستان سے مرکزی بزم رضا بھیونڈی نے شائع کیا، عنوان ہے۔

"امام احمد رضا اور مولانا ابو الکلام آزاد کے افکار"

پروفیسر موصوف کے اس کے علاوہ اور بھی کئی مقالات معارف رضا، کراچی میں شائع ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر فضل الرحمن شرر مصباحی (ریڈر، ہمدرد یونیورسٹی، نیو دہلی) نے امام احمد رضا کے دیوان حدائق بخشش پر ایک تحقیقی مقالہ سپرد قلم کیا ہے جسے رضا اکیڈمی، بمبئی نے حدائق بخشش (مطبوعہ بمبئی، ۱۹۹۷ء) کے ساتھ ہی نہایت خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے، ان کے مقالہ کا عنوان ہے:۔

"حدائق بخشش کا فنی و عروضی جائزہ"

مگر اس مقالے میں دماغ ہی دماغ ہے جب کہ امام احمد رضا کا کلام دل ہی دل ہے۔ بہرحال فاضل موصوف نے ... صحت متن کے اہتمام میں جو کاوش کی ہے وہ لائق تحسین ہے گو یہ حتمی نہیں۔ بانی رضا اکیڈمی مولانا محمد سعید نوری اور رضا اکیڈمی کے رفقاء اور معاونین اس حسین و جمیل اڈیشن کی اشاعت پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔

جامعہ ملیہ ۔ دہلی

-----O-----

پروفیسر ڈاکٹر سید جمال الدین (ڈائریکٹر. ذاکر حسین انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز. جامعہ ملیہ . دہلی) نے عہد امام احمد رضا کے سیاسی ماحول کے حوالے سے ایک تحقیقی و تنقیدی مقالہ مرتب فرمایا جسے انہوں نے انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۱ء کراچی میں پیش کیا تھا جسے بعد میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا نے "مقالات" کے نام سے شائع کیا۔ ان کا عنوان ہے۔

"مولانا آزاد کا محاسبہ . بریلوی نقطہ نظر"

پروفیسر موصوف اس سے قبل اور بھی کئی مقالات تحریر فرما چکے ہیں۔

کولمبیا یونیورسٹی . نیویارک

-----O-----

ایک ہندو ریسرچ اسکالر ڈاکٹر اوشا سانیال نے امام احمد رضا کے حوالے سے کولمبیا یونیورسٹی . نیویارک سے درج ذیل عنوان پر ڈاکٹریٹ کیا ہے۔

"A history of the Berelwi Movement In British India 1900--1947"

ان کا یہ مقالہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس . دہلی (ہندوستان) نے

"Devotional Islam and Politics---------

Ahmad Riza Khan Barelwi And His Movement, 1870 — 1920"

کے نام سے خوبصورت کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے-----

Aq

Devotional Islam and Politics in British India

Ahmad Riza Khan Barelwi and his Movement, 1870 – 1920

USHA SANYAL

DELHI
OXFORD UNIVERSITY PRESS
BOMBAY CALCUTTA MADRAS
1996

کیمبرج یونیورسٹی۔ برطانیہ

-----O-----

کیمبرج یونیورسٹی، برطانیہ کے سابق نو مسلم انگریز اسکالر ڈاکٹر محمد ہارون۔ امام احمد رضا کے حوالے سے کئی تحقیقی مقالات قلم بند کر چکے ہیں۔ وہ ۱۹۸۸ء میں امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کنز الایمان اور دیگر کتب کے مطالعہ سے متاثر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ موصوف آجکل کنز الایمان کی بنیاد پر قرآن کریم کا سلیس انگریزی ترجمہ اور تفسیر کی تیاری میں مصروف ہیں۔ آپ امام احمد رضا پر ہمہ وقت تحقیق میں مصروف ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے رضا اکیڈمی برطانیہ میں بطور اعزازی سرپرست شمولیت بھی اختیار کر لی ہے۔۔۔۔ رضا اکیڈمی عرصہ دراز سے حاجی محمد الیاس کاشمیری کی نگرانی میں کام کر رہی ہے۔۔۔۔

الازہر یونیورسٹی۔ قاہرہ

-----O-----

الازہر یونیورسٹی شعبہ "اللغة الاردية و كلية اللغات و الترجمه" کے استاذ السید شیخ حازم محمد احمد عبدالرحیم محفوظ المصری نے امام احمد رضا کے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" کا عربی میں ترجمہ کیا ہے جسے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پاکستان نے رضا اکیڈمی لاہور اور مکتبہ قادریہ لاہور کے اشتراک سے "بساتین الغفران" کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ فاضل موصوف نے اس پر ایک جامع مقدمہ اور تبصرہ بھی تحریر کیا ہے۔ شیخ موصوف درج ذیل عنوان سے ایک علمی و تحقیقی مقالہ بھی تیار کر رہے ہیں۔۔۔۔

"الدراسات الرضویہ فی مصر العربیہ

مولانا احمد القاری النقشبندی، ازہر یونیورسٹی، سے فقہ میں امام احمد رضا کی خدمات کے حوالے سے ایم۔ فل کر رہے ہیں ان کا عنوان ہے۔

"احمد رضا خاں و خدماتہ فی فقہ الاسلام"

مشتاق احمد شاہ (فاضل جامعہ محمدیہ غوثیہ۔ سرگودھا) نے جامعہ ازہر سے مندرجہ ذیل تحقیقی مقالہ پر ۱۹۹۸ء میں ایم۔ فل کر لیا ہے۔ امام احمد رضا کے حوالے سے جامعۃ الازہر میں یہ پہلا کام ہوا ہے جس کا تمام تر سہرا ماہر رضویات قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے سر جاتا ہے۔

"الامام احمد رضا خاں واثرہ فی الفقہ الحنفی"

مولانا ممتاز احمد سدیدی (فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) ازہر یونیورسٹی سے امام احمد رضا کی شاعری کے حوالے سے ایم۔ فل کر رہے ہیں۔ ان کا عنوان ہے۔

"الشیخ احمد رضا خان البریلوی الہندی شاعرا عربیا"

ازہر یونیورسٹی "کلیۃ اللغات والترجمہ" میں شعبہ فارسی کے ایک استاذ، ڈاکٹر خلیل عبدالحمیدؒ امام احمد رضا کے فارسی کلام کا انتخاب "ارمغان رضا" کا عربی نثر میں ترجمہ کر رہے ہیں جبکہ بین الاقوامی شہرت کے حامل مصنف و محقق ڈاکٹر حسین مجیب المصری، اس نثری ترجمہ کو عربی نظم میں کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اسی یونیورسٹی کے ڈاکٹر احمد حسین اجمیری مسعود ملت کی انگریزی تصنیف عبقری الشرق کا عربی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔

-----O-----

جامعة الأزهر
كلية الشريعة والقانون بالقاهرة
الدراسات العليا
قسم الفقه العام

الإمام أحمد رضا خان وأثره في الفقه الحنفي

رسالة مقدمة لنيل درجة التخصص "الماجستير"

تحت إشراف

فضيلة الأستاذ الدكتور/ عبد الفتاح محمد النجار

أستاذ الفقه العام المساعد المتفرغ بكلية الشريعة والقانون - طنطا

بجامعة الأزهر

إعداد الباحث

مشتاق أحمد شاه بن بهادر شاه

١٤١٨هـ / ١٩٩٧م

"إن من الشعر لحكمة وإن من البيان لسحرا"

الديوان العربي

الموسوم بـ

بساتين الغفران

لمعالي فضيلة الإمام الأكبر المجدد إمام أهل السنة والجماعة

محمد أحمد رضا خان رحمه الله تعالى

١٢٧٢هـ — ١٣٤٠هـ

جمعه ورتبه وضبطه وحققه وقدم له وأردفه بملحق

الأستاذ الدكتور حازم محمد أحمد عبد الرحيم المحفوظ

بكلية اللغات والترجمة، جامعة الأزهر الشريف، القاهرة، مصر

والأستاذ الزائر بجامعة بنجاب والجامعة النظامية الرضوية، لاهور، باكستان

طبع بمشاركة

أكاديمية رضا، ستاك بورت، بريطانية • رضا دار الإشاعة لاهور

مجمع بحوث الإمام أحمد رضا، كراتشي، باكستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شعبہ عربی

پنجاب یونیورسٹی لاہور

خاکہ مقالہ برائے ڈاکٹریٹ

تحقیق و مطالعہ مخطوط

الزلال الأنقیٰ من بحر سبقۃ الأتقیٰ

۱۳۰۰ھ

تالیف

مولانا احمد رضا خان بن مولانا نقی علی خان (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)

زیر نگرانی

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

پرنسپل اورینٹل کالج، چیئرمین شعبہ عربی

پنجاب یونیورسٹی لاہور

تحقیق و تقدیم:

محمد اشفاق

لیکچرار گورنمنٹ کالج

اوکاڑہ

رضویات پر مسعود ملت کی چند اہم کتابیں

۱--- فاضل بریلوی اور ترک موالات۔ لاہور ۱۹۷۱ء

۲--- فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں۔ لاہور ۱۹۷۳ء

۳--- عبقری الشرق (انگریزی)۔ لاہور ۱۹۷۸ء

۴--- حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ سیال کوٹ ۱۹۸۱ء

۵--- گناہ بے گناہی۔ لاہور ۱۹۸۱ء

۶--- حیات امام اہل سنت۔ لاہور ۱۹۸۱ء

۷--- اکرام امام احمد رضا۔ لاہور ۱۹۸۱ء

۸--- دائرہ معارف امام احمد رضا۔ کراچی ۱۹۸۲ء

۹--- امام احمد رضا اور عالم اسلام۔ کراچی ۱۹۸۳ء

۱۰--- اجالا۔ کراچی ۱۹۸۴ء

۱۱--- رہبر و رہنما۔ کراچی ۱۹۸۶ء

۱۲--- تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا۔ لاہور ۱۹۸۸

۱۳--- آئینہ رضویات۔ جلد اول۔ دوم۔ سوم۔ کراچی ۹۶-۱۹۸۹ء

۱۴--- امام احمد رضا اور عالمی جامعات۔ صادق آباد ۱۹۹۰ء

۱۵--- امام احمد رضا اور علوم جدیدہ و قدیمہ۔ لاہور ۱۹۹۰ء

۱۶--- تاج الفقہاء۔ لاہور ۱۹۹۰ء

۱۷--- محدث بریلوی۔ کراچی ۱۹۹۳ء

۱۸--- انتخاب حدائق بخشش۔ کراچی ۱۹۹۵ء

۱۹--- خوب و ناخوب۔ کراچی ۱۹۹۸ء

اللہ اکبر

موری نیا پار لگا جانا

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

البحر علا والموج طغیٰ من بیکس و طوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا

یا شمس نظرت الی لیلی چو بطیبہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی مری شب نے نہ دن ہونا جانا

انا فی عطش و سخاک اتم اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

القلب شج والہم شجون دل زار چناں جاں زیر چنیں
پت اپنی بپت میں کاسے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا

الروح فداک فزد حرقا یک شعلہ دگر برزن عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

بس خامۂ خام نوائے رضاؔ نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کلام امام احمد رضا خاں بریلوی

[illegible]

ادارۂ مسعودیہ کراچی
Idara-e-Mas'udia, Karachi